قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ط

عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ط

الفضل

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی جملہ خطوط و کتابت مینیجر الفضل قادیان کے پتہ پر ہو

چندہ ممالک غیر سے پانچ روپیہ

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

جلد ۱ — ۲۶ نومبر ۱۹۱۳ء مطابق ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ بروز بدھ — نمبر ۲۴

مدینۃ المسیح

ایوانِ خلافت حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے۔ درد سے بھی آرام ہے۔ ۱۸ نومبر کو آپ کے مشکوئے معلّی میں جو پانچواں فرزند پیدا ہوا ہے اس کی مبارکبادی پہلے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو اپنے محترم و مکرم والد کے علوم کا وارث بنائے اور اس کی عمر اور صحت میں برکت ہو۔ حضور نے نومولود کا نام محمد عبداللہ رکھا ہے۔

اہل بیت حضرت ام المومنین و ہر سہ صاحبزادگان والا تبار فضل الٰہی سے خوش و خرم ہیں مگر صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب کی طبیعت ابھی علیل ہے۔

مولانا احسن فاضل سلسلہ عالیہ کی آنکھ بن گئی ہے۔ اور الحمد للہ کہ اس پر کامیاب اپریشن ہوا۔ اس حالت میں دینی خدمات کے ولولے نے آپ کو بے قرار رکھا۔ اور اپنے نوجوان فرزند مولوی محمد یعقوب سے ایک رسالہ لکھواتے رہے جس پر اب نظر ثانی فرما رہے ہیں۔

مولانا محمد علی اللہ تعالےٰ آپ کو جزاء خیر دے۔ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ تو مکمل فرما چکے ہیں۔ اب نوٹ لکھ رہے ہیں۔ جو ۲۳ پارے تک ختم ہیں۔ ساتھ ساتھ ٹائپ بھی ہو رہا ہے۔ جس پر نظر ثانی بھی کی جاتی ہے۔ ٹائپ کے لئے ایک نوجوان کی خدمات قابل تعریف ہیں۔ مولانا موصوف ترجمہ و نوٹ حضرت خلیفۃ المسیح کو سنا رہے ہیں۔

آمد مہماناں لاہور سے قریشی محمد حسین صاحب اور ان کے رفیق بابو غلام محمد صاحب اور برادر خدا بخش صاحب انصار اللہ تشریف لائے۔

متفرقات۔ مولوی شیر علی صاحب کا مکان بن رہا ہے۔ شیخ یعقوب علی صاحب ابھی باہر ہی سلسلہ کی خدمات میں مصروف ہیں۔

تعمیر چونکہ تعمیر فنڈ میں بہت کمی آگئی۔ حتیٰ کہ دوسری مدوں کا روپیہ بھی اس میں خرچ ہو گیا۔ اس لئے کام روکنا پڑا حال میں رکوا دیا گیا۔ البتہ بورڈر کے لئے پانسو کے مکان کی منظوری ہے۔ اور ہیڈ ماسٹر صاحب کے لئے بھی ابھی کوئی مکان تیار نہیں ہو سکا کہ تعلیم و نگرانی کے لئے دار العلوم میں رہ سکیں۔ احباب کو چاہئے کہ اپنے اپنے وعدے تعمیر فنڈ کے متعلق ایفاء کریں۔ تاکہ یہ کام جو شروع کر چکے ہیں۔ پورا ہو جائے عملہ تعمیر میں بھی تخفیف ہو رہی ہے۔

سفر ملتان مکرم صاحبزادہ صاحب مفتی محمد صادق صاحب مولوی محمد سرور صاحب ملتان جلسہ احمدیہ ۲۸-۲۹-۳۰ کو اور حافظ روشن علی صاحب پر تشریف لیجانیوالے ہیں۔ ریویو سٹا

ایک پیسہ کا کارڈ بچا سکتا ہے ۵ نومبر کے الفضل صفحہ ۶ پر جو مضمون بعنوان دروغ کو فروغ نہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت سے شائع کیا گیا تھا کسی عیار نے پیغام میں پھر سکو فہ چھوڑا ہے کہ ۱۲ نومبر کے الفضل کا خطبہ اس کی تردید میں ہے حالانکہ اس میں لکھا ہے یہ جو لکھتا ہے کہ دیوث کہا ہے سو وہ شریر النفس ہیں۔ وہ بار بار لکھتے ہیں کہ "الفضل جھوٹ لکھتا ہے" یعنی جو الفضل کے مضمون مسئلہ صفحہ نمبر ۶ کو جھوٹ کہتے ہیں۔ وہ شریر النفس ہیں۔ جس کو شک ہو وہ حضرت کی خدمت میں کارڈ لکھ کر پوچھ لے۔ اور جناب ڈاکٹر صاحب یا مولوی محمد علی صاحب سے پوچھ لے کہ حضرت نے منارۃ المسیح کے پاس خطبہ جمعہ کے بعد الفضل کی نسبت تردید کرنے والوں کی کیا فرمایا تھا۔

باہتمام میرزا عبدالغفور بیگ صاحب مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر کے شائع کیا

برقی خبریں

آسٹروی وزیر خارجہ کے خیالات

بلقان کی نئی تقسیم بالعموم باشندوں کی قومی آزادی کی تمنا بر لانیکا باعث نہیں ہوئی بڑے بڑے علاقے اجنبی زبان بولنے والی ریاستوں کے تسلط میں دیئے گئے جذب کرنے باہم ملنے اور یکجاں بنانے کی سرسری کوشش جوش و خروش پیدا کرتے اور ترقی کو روکنے کا باعث ہوئیں سرکش خارجیہ پالیسی کوئی اہم بدمزگی و تلخی پیدا کئے بغیر کثیر التعداد مشکلات دور کرنیکا باعث ہوئی +

دیگر خبریں

قاہرہ ۲۰ نومبر۔ خدیو نے ایک فرمان پر دستخط کئے ہیں جس کی رو سے وزیر اوقاف کا نظم و نسق گورنمنٹ کو منتقل ہوجائے گا یکتا پاشا وزیر سررشتہ تعلیم اس نئے عہدہ (وزارت اوقاف) پر مامور کئے گئے ہیں۔

ڈربن ۲۰ نومبر۔ یہ امید کہ ہندوستانی عام طور پر کام شروع کردیں گے۔ پوری نہیں ہوئی۔ بازار کے لئے کوئی جنس نہیں پہنچی۔ بندرگاہ کے ۱۸۰ ہندوستانی ملازمین کام کرنے سے انکار کرنے پر آج صبح گرفتار کئے گئے +

جوہانسبرگ ۱۹ نومبر۔ امن قائم ہونے سے پہلے گورنمنٹ متنازعہ فیہ مسائل پر بحث کرنا نہیں چاہتی۔ ایکے والے کام پر واپس آگئے۔ سختی کی بجائے حتی الامکان نرمی برتی گئی۔

ڈربن ۱۹ نومبر۔ اب تک نیشکر کی دو تہائی فصل کٹ چکی ہے۔ دیگر صوبجات سے یوروپین و ہندوستانی پولیس کے دستے پہنچ رہے ہیں۔ ہندوستانیوں کے بجائے کام کرنے کی غرض سے کافر جوق جوق آرہے ہیں۔ ہندوستانی قیدی ڈنڈی کے کان کوئلہ میں ایک افسر جیل کے زیر ہیں۔ سزایابی کے بعد سے انہوں نے کوئی تکلیف نہیں دی مجسٹریٹ اکثر انہیں دیکھنے آتا ہے +

لنڈن ۱۹ نومبر۔ لارڈ ایمپتھل تحریر کرتے ہیں مسٹر پولک کے پاس گرفتار شدہ اشخاص کو مالکوں کی وحشیانہ تازیانہ زنی کا قطعی ثبوت موجود ہے +

وکٹوریا برٹش کولمبیا ۲۱ نومبر) حکام تارکان وطن نے ایک ہندو کو برٹش کولمبیا کے جج کے حکم کے خلاف زبردستی جہاز پر سوار کرکے خارج کردیا۔

(لنڈن ۲۱ نومبر) ڈربن کا تار مظہر ہے کہ یہاں بہمہ وجوہ سکون ہے۔ صیغہ حفظان صحت کے تمام ہندوستانی اور تعمیرات اور کارپوریشن کے اکثر ہندوستانی ملازمین کام پر واپس آگئے ہیں شورہ پر گرفتار ہوکر ایک ایک ہفتہ قید سخت کے سزایاب ہوگئے کارخانہ مادہ ہائے آتشگیر کے ہندوستانی بھی بتدریج کام پر آتے جاتے ہیں۔ ریلوے کے ایکے والے بھی واپس آرہے ہیں۔ البتہ زیادہ تر نیشکر کے کھیتوں کی مشکلات وغیرہ کا حل ہونا باقی رہ گیا۔

(لنڈن ۲۱ نومبر) فوجی ہوا بازوں (اہل مراکو) نے گولیاں سر کیں۔ دونوں زخمی ہوگئے۔ ایک سخت مجروح ہوا ہوا پرداز کیمپ میں واپس لایا گیا۔ جس کے بازو گولیوں سے چھدے ہوگئے تھے +

(پیکن ۱۹ نومبر) برٹش سفیر نے گورنمنٹ چین سے شکایت کی ہے۔ کہ سرحد چین کے حکام کانفرنس شملہ کو نظر انداز کرکے تبتیوں سے براہ راست نامہ و پیام کر رہے ہیں

نہر پانامہ چھوٹے جہاز نے سربرآوردہ عہدہ داران نہر کو ساتھ لیکر تمام نہر کا گشت کیا +

پیرس ۱۸ نومبر۔ صرف سونے کی دوا بنٹیں سرقہ ہوگئی ہیں۔ جن کی قیمت ۴۰۰۰ پونڈ تھی۔

مسئلہ السٹر۔ ڈیلی نیوز رقمطراز ہے۔ کہ ٹائمز کا یہ بیان بے بنیاد ہے کہ گورنمنٹ مسٹر بونر لا سے مسئلہ السٹر کے متعلق خط و کتابت کریگی۔ ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔ اور نہ ہوگی مسودہ ہوم رول کے اصولوں سے دست بردار ہونیکا مطلق ارادہ نہیں +

بقول پایونیر مساجد قسطنطنیہ میں برقی روشنی کئے جانے کی تجویز پر پرانے خیالات کے مسلمان چراغ پا ہو رہے ہیں۔ مگر شیخ الاسلام کے فتوے کے سامنے انہیں سر تسلیم خم کئے بغیر چارہ نہ رہے گا +

ہندوستان کی خبریں

ضلع گوجرانوالہ کے تمام دیسی عیسائی خواہ زمین رکھتے یا نہ رکھتے ہوں۔ زراعت پیشہ قرار دئے گئے یہ علیحدہ زرعی جماعت ہوگی +

بم کی چٹھیاں۔ ان چٹھیوں کے متعلق پولیس نے کلکتہ میں چھ گھروں کی تلاشی لی مگر کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی

مس ماڈالین کے منیجر نے مدراس میں کہا ہے کہ ہماری کمپنی بنگلور اور اس کی مانند دوسرے شہروں میں اس وقت تک نہ جائیگی۔ جبتک وہاں کے لوگ ہر ایک تماشے کے لئے کم از کم ۵۰۰ پونڈ (۷½ ہزار روپیہ) کی گارنٹی نہ دیں گے۔

انیگلو پرشین کمپنی تیل کو حال میں تیل کا ایک چشمہ دستیاب ہوا ہے۔ جس سے چار سو ٹن پیٹرولیم روزانہ برآمد ہوتا ہے۔

نو آبادی چونیاں (لاہور میں) سرکاری نہریں آراضی فی مربع (۲۷ ایکڑ) پانچہزار روپے سے لے کر سات ہزار روپے تک قیمت پر نیلام ہوئی۔

باریسال کا مقدمہ سازش سشن میں شروع ہوگیا ہے۔ سرکار کی طرف سے مسٹر گپتا پیروکار ہیں۔

پنچ محال ضلع گجرات میں بھیلوں کی شورش کی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے۔ کہ ایک برہمن نے ریاست سونتھ میں شراب کے خلاف پرچار شروع کیا تھا۔ بھیل مے نوشی کے سخت عادی ہیں انہیں برہمن کی نصیحت ناگوار گذری۔ حکام ریاست اور برہمن میں رنج چل گئی۔ جس نے بڑھتے بڑھتے فوج کشی تک نوبت پہنچادی میکاڈ پہاڑ کو جس پر بھیل مجتمع تھے ۱۷ نومبر کو فوج نے گھیر کر ۹ سو بھیل معہ پنجا اور گوبند نامی سرغناؤں کے گرفتار کرلئے لیڈروں کے سوا تمام بھیلوں کو اسی روز متنبہ کرکے گھروں کو بھیجدیا +

ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ ریلوے کوٹ کے متصل چمبل پل پر جبکہ وہ زنلام دکوٹہ کے مابین ٹرین میں سفر کر رہے تھے ہلاک ہوگئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی سیلون (خاص گاڑی) ٹرین کے پیچھے لگائی گئی تھی۔ اور یہ سیلون اور بریک کی گاڑی بیچ میں گر پڑے۔ کیونکر گرے یہ معلوم نہیں ہوا۔

مولوی محبوب عالم پھر دو سال کے لئے پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کے ممبر نامزد ہوگئے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان - بروز بدھ مورخہ ۲۶ - نومبر ۱۹۱۳ء

حکام صوبہ سرحدی توجہ فرمائیں

ہم نے پچھلے ہفتہ اس بات کی طرف حکام صوبہ سرحدی کو توجہ دلائی تھی - کہ جہاں ان کے ماتحت اور ہزاروں فرقوں قوموں اور مذہبوں کے آدمی آرام اور آسائش سے رہتے ہیں - اور کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچتی - وہاں ایک غریب مسکین بے آزار قلیل جماعت ایسی بھی ہے جس کے لئے ہر روز نئے مصائب اور ہر شب نئی تکالیف اپنے ساتھ لاتی ہے - اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھنے والے ان مصیبت زدوں کا حال نہیں جان سکتے - ان کی تکالیف کی کوئی انتہا نہیں - وہ اپنے ظالموں کے ہاتھوں میں ایسے ہیں جسطرح باز کے پنجہ میں چڑیا یا شیر کے پنجہ میں بکری - ان کی آہوں کو سننے والا اور ان کے نالہ و فریاد کا واقف خدا کے سوا اور کوئی نہیں - اور وہ علیم و خبیر ایک دن ضرور ان کی فریاد کو پہنچیگا - اور ظالم اپنے کئے کی سزا پائیں گے - لیکن ظاہری اسباب کا مہیا کرنا بھی نہائت ضروری ہے - اس لئے ہم حکام صوبہ کی خدمت میں ملتجی ہیں - کہ وہ ان شکار مصائب و آلام کی خبر لیں - اور جسطرح ممکن ہو - دستگیری فرمائیں جہاں اور ہزاروں قومیں بستی ہیں - وہاں احمدی جماعت کیوں مورد عتاب سمجھی جاتی ہے ہم نے یہ بھی لکھا تھا - کہ مذہبی عناد جو احمدیوں کے خلاف پیدا کیا گیا ہے کہ ان کا وہاں رہنا نہائت خطرناک ہے اور ان کی جانیں محفوظ نہیں کیونکہ علماء کے فتووں سے عوام کے جوش بھڑک رہے ہیں ❊

آج ہم پھر اسی مضمون پر لکھ کر کچھ ایسی مثالیں بتانی چاہتے ہیں - جن سے معلوم ہوگا - کہ ان پر کیا کیا ظلم توڑے جاتے ہیں - اور کس طرح انہیں دنیا میں سب سے بڑا مجرم سمجھا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اور ان کی زندگی تلخ ہو رہی ہے - ہم ذیل میں بعینہٖ وہی عبارت درج کرتے ہیں جو شاکیان نے ہمارے پاس لکھ کر بھیجی ہے گو سرحدی صوبہ کے باشندگان ہونیکی وجہ سے ان کی عبارت صاف نہیں - لیکن انہی کی زبانی ان کی کہانی زیادہ مظہر احوال ہوگی - کسی کا نام درج نہ کیا جائیگا ،

اول اول نواب صاحب علاقہ ہذا نے احمد گل احمدی کو بلا کر عقیدہ احمدیت سے منع کیا - لیکن اس نے نہ مانا - نواب صاحب بہادر نے اسکو امامت دیہہ خود سے نکال دیا - ۲ - پھر احمد گل مذکور کے ۱۲ نر گاؤ چراگاہ سے پکڑوا کر بلا قانون سرکاری نر گاؤ سے مشقت اور کاروبار زمینداری سخت طور پر تین ماہ تک لینے لگے - اور ہر چند نواب بہادر کو منت و سماجت کی گئی - کہ عوضانہ لیکر ہمکو گائیں دلا دو - لیکن کوئی بات نہ مانی - اور عجیب تر یہ کہ قانون حکم سرکاری یہ ہے - کہ اگر گاؤاں وغیرہ کسی کی فصل یا رکھ میں داخل ہو کر فصل کا نقصان کریں - تو ایسی صورت میں گاؤاں پھاٹک سرکار میں داخل کئے جاویں گے - اور حسب قانون مالک گاؤاں سے جرمانہ وصول کیا جاویگا - لیکن فرقہ احمدیہ کا مال زیادہ قصوروار ٹھہر کر ایک زمیندار کے حوالہ کیا گیا اور سہ ماہ تک سخت مشقت ان سے لیتا رہا - آخر الامر مالکان نے مجبور ہو کر سرکار رو و تمار میں بہ وکالت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عرضی دائر کی - اور بہت نقصان اور تکالیف کے بعد مبلغ للعہ روپیہ لے کر گاؤاں مذکورہ نواب صاحب بہادر نے دلا دئے - واضح ہو کہ یہ گاؤاں نواب صاحب بہادر کے حکم سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زمیندار سکنہ باندہ تنگے کے حوالہ کئے گئے تھے ❊

۳ - بعد اس کے قریباً چند ماہ کے بعد نواب صاحب بہادر نے ایک شخص ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سکنہ مکور کو کھڑا کر کے اس بات پر آمادہ کیا کہ مولوی صاحب احمد گل کی بہو کی نسبت دعویٰ رسم ملک بر خلاف پسر احمد گل مذکور مسمی عبد الحی کے عدالت اسسٹنٹ کمشنر بہادر مقام ہنگوئی دائر کر دو - ہم مددگار رہوں گے - حالانکہ عرصہ تخمیناً ۵ برس کے سے مولوی مذکور نے اپنے بیٹے کو کل رسومات ملک ادا کر کے بلا کسی مانع و خفگان کسی کے اپنے بیٹے کے لئے نکاح کیا تھا الغرض نمبردار مذکور نے بناوٹی دعویٰ حسب منشاء نواب صاحب بہادر کے دائر کیا - حاصل کلام یہ کہ مقدمہ بالا جرگہ سپرد ہوا - اور اہالیان جرگہ فرقہ غیر احمدیہ تھے - ان کو نواب صاحب بہادر کی طرف سے زور سے سفارش کی گئی - چونکہ مقدمہ سراسر جعلی تھا پھر بھی اہالیان جرگہ نے مبلغ ما ؍ ۱۲ روپیہ رسمانہ ملک کا مسمی عبد الحی پسر احمد گل احمدی مذکور کے برخلاف دینے مقرر کر کے لائے دیدی - اور عدالت سے حسب رائے اہالیان جرگہ کے حکم نافذ ہوا - کل دو صد روپیہ نقصان حسب تفصیل زر رسم ملک ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ روپیہ دیگر تاوان مقدمہ ۸۰ روپیہ احمد گل مذکور کو لگایا گیا -

۳ - بعد اس کے چند ماہ بعد کتب خانہ احمد گل احمدی کو ملای وملایان وغیرہ نے چند طالب علم آمادہ کر کے اس کے کتبخانہ کا قفل توڑ کر چیدہ چیدہ کتب سرقہ کر کے لے گئے - صبح کو اہل دیہہ واسطے کھوج و سراغ لگانے کے دیہہ سے نہ نکل سکے - کیونکہ اگر کسی کو ماجرا سرقہ بیان کرتے تو بجائے اس کے کہ اس کو امداد دیویں - اور سرقہ کا پتہ لگا دیں - الٹا یہ الزام دیتے - کہ کیا تم احمد گل احمدی کے سرقہ کا پتہ لگاتے ہو - شائد تم بھی انہیں میں سے ہو - ان کا تو جان و مال مباح کیا گیا ہے -

۴ - الغرض رپورٹ کی گئی - تفتیش کے واسطے تھانہ دار صاحب علاقہ آئے - کوئی ثبوت خوف ملایاں مذکورہ کے باعث سے پیش نہ ہو کر مقدمہ اب بھی زیر تجویز ہے خدا جانے - کہ نتیجہ کیا نکلیگا ❊

۵ - پھر ایک بکری جو کہ اصل میں مولوی احمد گل مذکور کے شریکان کی ملکیت تھی - لیکن احمد گل کے ساتھ گذارہ کی تہمت والزام پر باشندگان موضع چٹری نے چراگاہ عوام الناس سے پکڑ کر ذبح کر دی اور علانیہ طور پر اس کے گوشت کے لقمہ تقسیم کئے گئے - ثواباً بکری مذکورہ کھائی گئی - عدم ثبوت پیش کرنے کے خوف سے اب تک فریاد نہیں کی گئی ❊

۶ - اب عرصہ ایک ماہ کا ہوا ہو گا - کہ بہ ترغیب ملائی ۔ ۔ دلایاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ متذکرہ بالا مولوی احمد گل کے ۳ نر گاؤاں چراگاہ سے چرائے گئے - اب گاؤاں مذکورہ بعد تلاش کے علاقہ غیر میں پائے گئے - گاؤاں علاقہ غیر میں موجود ہیں - تاوان دیتے ہیں لیکن نہیں دئے جاتے ❊

۷ - چند واقعات اور ہیں - جنکا اختصاراً ذکر کیا جاتا ہے - کئی دفعہ آدمی رات کو بخانہ احمد گل مذکور بغرض نقصان رسانی آئے - لیکن گاؤں والے چند نیک خواہ لوگ بیدار ہو کر ان کو بھگا دیتے رہے - نقصان رسانی جان و مال کا قابو نہ پا کر چلے گئے کیونکہ ان کے آنے پر ہم بھی بیدار ہو گئے - اور دیگر مردمان بھی -

یہ واقعات صرف ایک ا ۔ ۔ ۔ ۔ احمدی کے سر پر وارد ہو گئے ہیں - اور عجیب تر یہ کہ یور دہین احکام اور دیگر مذہب والے حکام کے پاس اگر کوئی احمدی کوئی فریاد پہنچا دے تو پوری پوری تحقیقات مقدمہ ہو کر فریادرسی کی جاتی ہے لیکن اپنے جبائیوں سے انصاف کی بہت کم امید کیجاتی ہے ❊

ان واقعات کے ہوتے ہوئے سمجھا جا سکتا ہے - کہ وہ غریب سرحدی صوبہ میں بستے ہیں - انکا کیا حال ہو گا - یہ واقعات صرف ایک جگہ کے لکھے گئے ہیں لیکن عام طور پر سرحد پر احمدیوں سے ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے - ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں - کہ برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ہم بہت کچھ مظالم سے بچے ہوئے ہیں - ورنہ افغانستان میں تو ہمارے دو آدمی قتل ہی کر دیئے گئے تھے - ہم حکام گورنمنٹ سے التجا کرتے ہیں - کہ وہ اس صورت کو روکنے کے لئے کسی مناسب تدبیر کو اختیار کریں کیونکہ حکام کو اللہ تعالیٰ نے ان معاملات میں خاص فہم دیا ہوا ہوتا ہے اور انکے لئے یہ بات کچھ مشکل نہیں کیونکہ ہمیشہ سے تمام سرحدی معاملات ان کو سمجھا دیتے ہیں نہیں روز مرہ ایسی مشکلات پیش آتی ہیں - اور ان کے فیصلہ کرتے کرتے انہیں ایسی مشکلات کے حل کرنے کی خاص مشق ہو جاتی ہے پس امید ہے کہ وہ غریب احمدیوں کی مدد فرمائیں گے

الاخبار والآراء

جنوبی افریقہ میں ہندوستانی

پچاس سال ہوئے جب امپیریل گورنمنٹ کے کہنے پر پہلے پہلے ہندوستانی افریقہ میں گئے۔ وہاں چار صوبے علیحدہ علیحدہ تھے۔ جو ۴ سال ہوئے ملا دئے گئے۔ ان چاروں نوآبادیوں میں ڈیڑھ لاکھ ہندوستانی ہیں۔ ایک لاکھ ۲۰ ہزار تو قلی ہیں۔ اور تیس ہزار اپنا کام کرتے ہیں۔ بوئروں نے ان کے لئے قوانین سخت بنا دئے۔ گورنمنٹ انگریزی کی بوئروں سے لڑائی ہوئی۔ تو اس کی ایک وجہ یہ غیر معمولی سختی بھی تھی جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔

وجہ مخاصمت مگر وہاں کی گوری آبادی کی طفیل ہندوستانیوں کو حسب منشاء آرام نصیب نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستانی بوجہ کفائت یورپین و بوئر دکانداروں کی نسبت سودا ارزاں داموں پر فروخت کرتے ہیں۔ اور یہ بات گوروں کو ناگوار ہے۔ اس لئے یہ قانون بنایا گیا۔ کہ ہندوستانیوں کی دکانیں شہر سے دو میل پرے رہیں۔ مگر ارزانی ایسی چیز ہے۔ کہ خریدار خواہ مخواہ وہاں بھی پہنچنے لگے۔ اس کے علاوہ ہندوستانی شہر میں عام راہ پر چلنے یا ریل گاڑیوں کے اعلےٰ درجوں میں سوار ہونے یا ہوٹلوں میں ٹھہرنے کے مجاز نہیں۔ نیز ہندو اور مسلمان شادیوں کو ناجائز ٹھہرایا۔ اور ان کی اولاد کو ناجائز اولاد۔ پھر ۵ ۴ ۳ روپے سالانہ ٹیکس ۱۲ سال کے اوپر کے ہر ہندوستانی مرد یا عورت پر لگا دیا۔ جس کا ادا کرنا آمدنی کے لحاظ سے دشوار ہے۔ پھر یہ کہ تمام ہندوستانی اپنے آپ کو رجسٹر کرائیں۔ اور مجرموں کی طرح ان کے پنجے کا نشان لیا گیا۔

خاموش مقابلہ ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۱ء تک خاموش مقابلہ جاری رہا جس کی وجہ سے سو آدمی جلاوطن اور ڈیڑھ سو قید ہوگئے۔ اور بعض ہلاک ہوگئے۔ اور پچاس لاکھ کی جائداد ضائع ہوئی۔

علانیہ جدوجہد لیکن اب ان ہندوستانیوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جس طرح بن پڑے۔ ان قوانین کو نہ مانا جائے۔ وہ جان بوجھ کر خلاف قواعد کر کے اپنے آپ کو گرفتار کرا رہے ہیں۔ چونکہ ان کے لئے ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں جانا بھی جرم ہے۔ اس لئے وہ سرحد عبور کرتے ہیں۔ تاکہ گرفتار ہو جائیں۔

ہمدردوں کو سزا مسٹر گاندھی ان کے لیڈر ہیں۔ جو کامیاب بیرسٹر تھے۔ مگر اب ان ہندوستانیوں کی خاطر وہ سب کچھ چھوڑ کر اسی مہم میں مصروف ہیں۔ وہ اپنے بال بچوں سمیت قید ہیں۔ ۹ ماہ ایک جرم میں سزا ہوئی ہے۔ اور ۳ ماہ دوسرے میں۔ دو انگریز بھی ان کے ہم خیال ہیں۔ ایک مسٹر کالن بیچ جو تین ماہ کی قید کے مستوجب سمجھے گئے ہیں دوم مسٹر پولک انہیں بھی ۳ ماہ کی سزا ہوئی ہے۔

اب کیا حالت ہے

اور مسٹر گوکھلے کو جو تار انڈین ایسوسی ایشن نٹال سے پہنچا ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے۔ کہ پرامن مزاحمت کرنے والوں کے تمام لیڈر جیلخانوں میں ہیں۔ اور وہ کانوں کے احاطوں کو جیلخانہ بنا لیا گیا ہے۔ تمام ہڑتال کرنے والوں کو جبراً کانوں میں واپس لایا جاتا ہے۔ جو کام سے انکار کرتا ہے۔ ان کی نسبت مجسٹریٹوں نے حکم دیا ہے۔ کہ وہ بھوکے مار دئے جائیں گے۔ اور قواعد کے مطابق انہیں کوڑے لگیں گے۔ کیمبرن کی کان میں صدہا ہندوستانیوں کو کوڑے لگائے گئے۔ گولیاں بھی چلائی گئیں۔ یہ بھی اعلان ہوا ہے۔ کہ جو کانوں کے احاطوں سے باہر نکلیں گے۔ انہیں مفرور قیدیوں کی طرح گولی مار دی جائیگی۔ لیکن ڈربن کا تار مظہر ہے کہ گورنمنٹ نے ہڑتال کو دبانے کے لئے کوئی احکام جاری نہیں کئے۔ جب تک کسی ہندی کی طرف سے قانون شکنی کی حرکت سرزد نہ ہو۔ نہ بندوقوں کے فیر کا حکم دیا گیا نہ فیر کئے گئے اور کوئی فوجی طاقت کام میں لائی جائے گی۔ جب تک قیام امن کے لئے اشد ضرورت لاحق نہ ہو۔ کوڑے مار مار کر مار دینے کی خبر صحیح نہیں۔ اور کئی ہندوستانیوں کو جو بالزام فرار ماخوذ ہوئے سزا نہیں دی گئی۔ البتہ شہر کی حفاظت کے لئے وسیع پیمانہ پر احتیاطی تدابیر ہو رہی ہیں۔ اور مارشل لا کے اعلان کا اندیشہ ہے۔ بہر حال ہندیوں کی ہڑتال تمام نٹال میں بڑھتی جاتی ہے۔ ہڑتالیوں نے ڈیڑھ سو ایکڑ کے رقبہ کو آگ لگا کر تباہ کر دیا ہے۔ لیڈی سمتھ ۱۸ نومبر کا تار ہے۔ کہ (۹) کانوں میں بھی ہڑتال ہے۔ پانسو کام پر واپس آگئے۔ مگر وہ پھر چلے گئے۔ جو گرفتار ہو کر حوالہ پولیس ہوئے ہڑتالیوں کی تعداد تیس ہزار کم از کم ہو چکی ہے۔ جو جلسہ نکالا ہوا۔ اس میں امن قائم رکھنے اور پولیس کا مقابلہ نہ کرنے کا سمجھوتا ہوا ہے ہندوستان میں ان کے لئے چندہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ پانچ ماہ تک ۷۵ ہزار روپے ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔

بیکانیر لیجس لیٹو کونسل

جو مہاراجہ بیکانیر نے حال میں قائم کی ہے۔ اس کے ۳۵ ممبر ہیں۔ اس میں مہاراجہ نے جو تقریر کی ہے۔ اس میں ظاہر کیا ہے۔ کہ ۱۸۷۳ء میں اس کی آمدنی ۷½ لاکھ روپے سالانہ تھی اب ستمبر ۱۹۱۳ء کو اس کی کل آمدنی ۵۳ لاکھ ۶۱ ہزار ۷۸ روپے ہے۔ اور خزانہ میں بہت روپیہ جمع ہے۔ جس سے بیکانیر سے جیسلمیر کے علاقہ کی انتہائی حد تک لائین بنانے کا ارادہ ہے۔ یہ لائین کراچی کی لائین سے کسی سٹیشن پر مل جائے گی۔ علاوہ ازیں ہز ہائینس کا ارادہ ہے۔ کہ دریاء ستلج سے ایک نہر لائی جائے جس سے ریاست کا شمالی حصہ سرسبز و شاداب ہو سکے۔ تجویزیں معقول ہیں۔ اور بہتر ہے کہ یہ کام جلد شروع کئے جائیں۔ تاکہ بیکانیری اس نواح میں آکر لوگوں کو تنگ نہ کیا کریں۔ تعجب ہے کہ خزانہ میں کافی روپیہ ہے اور رعیت بھوکوں مرتی دوسرے علاقوں میں گدائی کرتی پھرے۔

پھوٹ کا نتیجہ

ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔ مسٹر محمد علی و مسٹر وزیر حسن کو وزیر ہند و وزیر اعظم نے ملنے سے انکار کر دیا۔ یہ غالباً مسٹر امیر علی بالقابہ سے بگاڑ کا نتیجہ ہے۔ جس سے آل انڈیا مسلم لیگ کے اعتبار پر نقصان دہ اثر پڑا ہے۔ جو لوگ اس پر تالیاں بجا رہے ہیں۔ وہ یہ بھی تو غور کریں۔ کہ مسٹر وزیر حسن مسلم لیگ کے سکرٹری ہونے کی حیثیت سے ملنا چاہتے تھے۔ اس لئے اس کا اثر صرف مسٹر وزیر حسن کی ذات پر نہیں۔ گو نتیجہ انہیں کی غلطی کا ہو۔ بہر حال اب ٹھوکر کھانے کے بعد معاملات روبراہ ہو رہے ہیں۔ تازہ تار سے ظاہر ہے۔ کہ مسلم لیگ لنڈن نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ مسلم لیگ انڈیا کے ماتحت کام کریگی۔ یہی جھگڑے کی اصولی بنیاد تھی۔ جس پر استعفےٰ دئے گئے۔

ملتان کے نان پزوں پر لائیسنس

معلوم ہوا کہ ملتان کے طباخوں پر لائیسنس لگایا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے دکانیں بند کر دی ہیں۔ یہ لائسنس گائے کے گوشت پکانے کے متعلق ہے۔ اس سے مسافروں اور ان غریبوں کو جو کوئی گھر نہیں رکھتے یا رکھتے تو ہیں۔ مگر بوجہ تنگدستی کوئی انتظام نہیں کر سکتے۔ بہت دقت پیش آرہی ہے۔ نان پزوں نے حضور وائسرائے کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجی ہے۔ ہمارے خیال میں شرفاء شہر اگر صاحب ضلع سے تمام صورت حالات عرض کر دیں۔ تو یہ مشکل حل ہو سکتی ہے۔

جنوبی ہند میں سیلاب

جنوبی ہند میں بارش کا بہت زور رہا۔ جنوبی ارکاٹ کا تالاب جو ایک جھیل کی مانند ہے۔ اتنا پانی سنبھال نہ سکا۔ پانی زور سے بہ نکلا۔ بہت مواضع کو نقصان پہنچا۔ مکانات، مویشی، درخت، آدمی، غلہ کے ذخیرے۔ اور بھوسے بہ گئے۔ ریلوے لائین کو بھی نقصان پہنچا۔ عورتیں اور بچے درختوں پر چڑھا دئے گئے۔ مگر پانی کا زور ایسا تھا۔ کہ درخت جڑھ سے اکھڑ گئے ۱۳ سے ۱۵ فٹ تک پانی کا چڑھاؤ تھا۔

ریاست پونچھ سے خوشخبری

ریذیڈنٹ کمشنر نے از راہ عنایت اپنی توجہ مبذول کی تو ریاست نے مسلمانوں کی شکایات کو رفع کردیا چنانچہ تازہ تار سے ظاہر ہے۔ کہ خواجہ حبیب جو بلا کسی معقول وجہ کے خارج کردئے گئے تھے۔ واپس بلائے گئے امید ہے مسلمانوں کی دوسری شکائیتوں پر بھی توجہ کی گئی ہوگی جیسا کہ جلسہ اظہار تشکر سے ظاہر ہے۔

ملا پاوندہ واقعی مرگیا

پچھلے دنوں پائونیر کے سرحدی نامہ نگار نے خبر دی تھی۔ کہ ملا پاوندہ فوت ہوگیا ہے۔ مگر پھر اسی خبر کو تصدیق طلب بیان کیا گیا۔ اب معلوم ہوا۔ کہ وہ واقعی مرچکا ہے۔ اور اس کی جانشینی کے بارے میں جھگڑا ہے۔

ملا کے پیرو مقام ماکن میں جمع ہوئے اور اس کے بیٹے اور بھتیجے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ قبیلہ محسود کے لوگ نامزدگی کے مخالف تھے۔ اس لئے کچھ فیصلہ نہ ہوسکا کیونکہ ان کے نزدیک ملا کی وقعت خاندانی نہیں۔ بلکہ شخصی تھی۔

امیر کابل

سردار یونس وغیرہ کو سزائے موت اور ان کے قبائل کو جلاوطن کے بعد ابھی یہ معاملہ چل رہا ہے۔ اور کچھ اور کا غذات گرفتار کئے گئے ہیں جن کی بناء پر کچھ اور گرفتاریاں عمل میں آنے والی ہیں۔ امیر نے ایک عظیم الشان دربار منعقد کرکے تقریر کی۔ کہ میں تو رعایا کے فوائد کے لئے سڑکیں اور نہریں بنوا رہا ہوں۔ اور بعض حصوں میں مالگذاری کا مطالبہ بھی کم کردیا ہے۔ اور اس کے عوض میں رعایا مجھے یہ صلہ دے رہی ہے۔ کہ میرے خلاف سازشیں برپا ہیں +

علاوہ ازیں ایک شخص اس الزام میں ماخوذ ہوا۔ کہ اس نے اپنے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں۔ تحقیقات پر جرم ثابت ہوگیا۔ مگر امیر نے یہ کہتے ہوئے معاف کردیا۔ اگر اس نے سچ کہا ہے تو راستگوئی گناہ نہیں۔ اور اگر جھوٹ کہا ہے تو دروغ کو فروغ نہیں کاش امیر حبیب اللہ خان بالقابہ شاہزادہ عبد اللطیف رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں بھی اسی اصل پر چلتا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ میں اسے تامل تھا۔ تو ان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ آئت قرآنی پر عمل کرکے حوالہ بخدا کردیتا۔ اور دو بے گناہوں کا خون اپنے سر پر نہ لیتا +

نل کا بند مکمل ہوگیا

اس بند کے ذریعہ دریائے واہی کے پانی کو علاقہ نمک میں محفوظ رکھا جائیگا۔ اس بند کی لمبائی ۳۰ فیٹ اور اونچائی ۱۰۵ فیٹ اور چوڑائی ۸ فیٹ ہے۔ اس بند سے جو جھیل بن گئی ہے۔ اس کی گہرائی ۸۵ فٹ ہے۔ اس پر تین لاکھ ۶۵ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔

چین کے حالات

پریزیڈنٹ جمہوریہ چین نے پارلیمنٹ کے فریق مخالف کو منتشر کرنے کے بعد ایک نئی انتظامی کانفرنس قائم کرنے کا ارادہ کیا ہے جس میں ہر ایک صوبہ کے دو دو قائمقام بھی ہوں گے۔ اور جو قرضہ فرینچ مہاجن مہیا کر دینے والے ہیں۔ چونکہ اس کا زر پس انداز انتظامی اغراض پر نہیں۔ بلکہ صنعتی کاموں پر خرچ ہوگا۔ اس لئے پانچوں طاقتوں کو اعتراض کرنے کی ضرورت نہ ہوگی +

قانون دیوالہ پر نظر ثانی کی ضرورت

آج کل دیوالہ پر دیوالہ نکل رہے ہیں۔ اور اس سے پہلے سالوں کی رپورٹیں بھی کم تشویش انگیز نہیں۔ ۱۹۱۲ء میں لائلپور کے ضلع میں ۱۳۷ درخواستیں گذریں۔ ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے چیف کورٹ کے جج صاحبوں سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ اس بارے میں خاص تحقیقات کی جائے۔ اگر ضابطہ کسی نقص کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ اور لوگ دوسروں کا حق مارنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ تو فوراً اس کا تدارک کیا جائے +

نیا اردو کا قاعدہ

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے شعبہ ترقی اردو نے اعلان کیا ہے۔ کہ دسمبر کے آخری ہفتے میں جو اجلاس ہونے والا ہے اس میں قطعی فیصلہ ایک ایسے اردو قاعدہ کا کرلیا جائے جس کے ذریعہ سے مبتدی اردو ابجد و الفاظ کو آسان سے آسان طریقہ پر سیکھ لیں۔ اور پھر وہ قاعدہ تمام ملک میں رائج ہو امید ہے جو اصحاب اس تعلیمی کام میں دلچسپی رکھتے ہیں اپنی مفید تجاویز کمیٹی متذکرۃ الصدر کو اطلاع دیں گے +

شہداللہ نے کیا شہادت دی

خواجہ غلام الثقلین صاحب لکھتے ہیں کانپور میں ملزموں کی جوابدہی اسلامی شان لئے ہوئے نہ تھی۔ کسی نے یہ نہ کہا۔ کہ ہم گئے اور ہم نے مسجد کی حفاظت کے لئے جو کچھ کیا بجا کیا۔ انھوں نے معمولی ملزموں کی طرح کہا۔ ہم وہاں نہ تھے۔ اس جوابدہی کا پالیٹیکل اور اخلاقی اثر اچھا نہ تھا۔" بات تو سچی ہے مگر اب ان باتوں کو جانے دینا چاہئے جو کچھ ہوا سو ہوچکا +

ان الحکم الا للّٰہ

ہمعصر ہندو کو افسوس ہے۔ کہ جب راجہ صاحب جہانگیر آباد و محمود آباد اور مسٹر مظہر الحق اور لنڈن کے بعض نوجوانوں نے فتویٰ دیدیا کہ قربانی گاؤ بند کردی جائے۔ تو مانتے کیوں نہیں۔ کیا وہ اپنے لیڈروں کا کہنا بھی نہیں مانتے۔ ہندو بیچارے کو کیا معلوم کہ جس قوم کے پاس کوئی دستور العمل نہ ہو۔ وہ تو لیڈروں کی اندھا دھند تقلید پر مجبور ہے۔ مگر جن کے پاس خدا کی کتاب خدا کی شریعت ہو۔ وہ اللہ اور اس کے فرستادہ و اولی الامر کے سوا کسی کا حکم ماننے پر مجبور نہیں +

دیا سلائیوں سے بچوں کا کھیلنا خطرناک ہے

لاہور میں ایک چھ سالہ مسلمان بچی جل کر ہلاک ہوئی۔ وجہ یہ کہ اس کا چھوٹا بھائی دیا سلائیوں سے کھیل رہا تھا۔ اور ان کی رگڑ سے لڑکی کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ بچے تو کم عقل ہیں ان کا کیا قصور ہے۔ قصور تو نگرانی کرنے والوں کا ہے۔ کبھی بچوں کو شعلہ پذیر چیزوں سے کھیلنے کی عادت نہیں ہونے دینی چاہئے۔ جو مائیں اس سے کوتاہی کرتی ہیں وہ اپنے بچوں کی قاتلہ ہیں +

ترکی حکومت میں کہاں تک آزادی ہے

منشی محبوب عالم صاحب استنبول سے اپنی چٹھی میں لکھتے ہیں یہاں پر جو اخبار جاری کرنا چاہے۔ اسے سات ہزار روپیہ بطور ضمانت سرکار میں جمع کرنا پڑتا ہے۔ یہ ایک ایسی قید ہے۔ اور اتنی بڑی رقم ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ یہی حکم ہندوستان میں ہوجائے۔ تو بہت کم لوگ اخبار نکال سکیں۔

پھر وہ لکھتے ہیں کہ جیسے سخت یا درشت مضمون یا خیالات ہندوستان میں شائع ہوسکتے ہیں۔ وہ ٹرکی اسلامی حکومت میں ہرگز شائع نہیں کرسکتے۔

طرابلس کے عرب

اخبارات میں عربوں کی فتوحات شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے۔ کہ عربوں کی لڑائی صرف علاقہ لیبیا کے مشرقی حصے کے میدانوں میں محصور ہے۔ اس کے سوا کسی اور جگہ جوش و خروش کا نام نہیں۔ اطالوی فوج بلغاری اور تونیا کے پیچھے کے تمام علاقہ پر چھ ماہ سے قابض ہے۔ اور خاص طرابلس و علاقہ فیضان پر تو اطالوی عرصہ سے قابض ہیں۔ ان کے انتظامی امور اطالویوں سے سرانجام پا رہے ہیں۔ اس لئے اب طرابلس کے متعلق چنداں امید افزا حالات نہیں۔ ہاں شیخ سنوسی کے جواب سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عرب اپنے حقوق محفوظ رکھ سکیں گے +

ترکی نو آبادیوں کی تجویز

چونکہ یوروپین سلطنتیں ایشیائی ٹرکی میں بہت سے حقوق ریلوں اور کانوں کے متعلق حاصل کر چکی ہیں۔ اس سے ترک بہت مشکلات میں ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں کوئی جھگڑا ہوتا ہے۔ تو عیسائی سلطنتیں اپنی رعایا کی امداد کے بہانے مداخلت پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اب یہ تجویز ہوئی ہے۔ کہ مسلمان نو آباد کار بلائے جائیں۔

ایسے لوگوں کو زمین نہایت آسان شرائط پر ملیگی ہندوستان کے مسلمان جو یہاں بیٹھے ترکی حکومت کے راگ گاتے رہتے ہیں۔ بہتر ہے کہ وہ بھی قسمت آزمائی کریں۔ اصل میں کام کرنے کے لئے دماغ اور محنت۔ بہت استقلال کی ضرورت ہے۔ دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ ایام سلف میں کتنا زرخیز تھا۔ اب ویران پڑا ہے۔ بالموم اور باکو ترکوں کے پاس تہا۔ تو اپنا خرچ بھی نہ نکالتا۔ مگر اب روس کے ہاتھ مٹی کا تیل ہی اتنا پیدا کر رہا ہے۔ کہ کافی سے بڑھ گیا ہے ۔

کامل پاشا

جسے برٹش پریس نے گرینڈ اولڈ مین آف ٹرکی کا خطاب دے رکھا تھا۔ فوت ہو گیا۔ یہ بڑی زبردست شخصیت کا مالک تھا۔ حضور ملک معظم قیصر ہند نے اس کے ساتھ یوں تصویر کھچوائی تھی۔ کہ ملکہ معظمہ اور کامل پاشا کرسیوں پر بیٹھے۔ اور حضور قیصر معظم و خدیو مکرم اور لارڈ کچنر بہادر پیچھے کھڑے رہے۔ جو مشرقی اقوام کے نقطہ خیال سے بہت بڑی عزت ہے۔ کامل پاشا نے سلطنت عثمانیہ کی وزارت عظمی پر فائز ہو کر بڑے استقلال سے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا۔ مگر اڈریانوپل دے دینے کے متعلق جو انہوں نے فیصلہ کیا۔ اگرچہ وہ پیش آمدہ حالات کی رو سے جائز سمجھا جا سکے۔ مگر عام رائے موجودہ تاریخ کے لحاظ سے ان کا فیصلہ ایسا تھا۔ کہ ترکوں کے اکثر حصے کو ان سے نفرت ہو گئی۔ اس لئے وفات پر کچھ افسوس نہیں کیا گیا۔ کامل پاشا کچھ عرصے تک تو مصر میں مقیم رہے۔ اور پھر جزیرہ قبرس میں چلے گئے۔ جہاں ان کی بڑی جاگیر ہے۔ ملارنا کا میں انتقال ہوا۔ اور نکوشیہ میں دفن ہو گئے ۔

لارڈ ہیڈلے کا اسلام

ریوٹر نے بذریعہ تار اس خبر کو اکناف عالم میں پھیلا دیا ہے۔ کہ لارڈ ہیڈ لے نے اعلان اسلام کر دیا ہے۔ کہتے ہیں آپ مع اہل و عیال مسلمان ہو گئے ہیں۔ تفصیلی حالات کا انتظار ہے۔ کہ لارڈ نے اپنے لئے اسلامی نام کیا پسند کیا۔

آپ کا پورا نام چارلس مارک ایلینسن ون ہے۔ اور ہیڈلے کے چوتھے لارڈ ہیں عمر ۵۸ سال ہے ۱۸۷۷ء میں لارڈ بنے۔ جاگیر علاقہ جات اسکس مڈل سکس اور کیری میں ہے۔ سرکاری فوج میں بھی عرصہ تک کام کر چکے ہیں۔ ۱۸۸۳ء سے آئرلینڈ کے ریپریزنٹیٹو (قائم مقام ہیں)

آپ ۱۲ ہزار ایکڑ کے وسیع رقبہ کے مالک ہیں اور طبقہ امراء میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ مسلم انڈیا لنڈن میں ان کے نام سے پہلے رائیٹ آنریبل لکھا ہے.......

ان کے چچازاد بھائی ان کی بیرونی کے وارث ہیں۔ مسلم کلب لاہور کی طرف مبارکباد کا تار گیا ہے۔ ایک جلسہ بھی لاہور میں ہوا لارڈ موصوف کے دو مضمون نومبر کے مسلم انڈیا میں چھپے ہیں۔ جنمیں وہ اسلام کی سادہ تعلیم اور کامل و مکمل دستور العمل زندگی ہونے کی تعریف کرتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام خواجہ صاحب کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ لارڈ موصوف اسلام پر ایک کتاب لکھیں گے

ہندوستان کے مسلمانوں کا چندہ

منشی محبوب عالم کو معلوم ہوا ہے۔ کہ پچاس لاکھ روپیہ اب تک مسلمانان ہند نے عثمانی ہلال احمر کی جمعیت کو بھجوا دیا ہے۔ کل چندہ ۵ لاکھ پونڈ ہے۔ جسمیں سے ایک لاکھ ۴۰ ہزار پونڈ صرف دوسرے مسلمانوں کا ہے۔ اور اس میں زیادہ مقدار جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کی ہے۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ زمیندار ٹرکش ریلیف فنڈ نے جو ایک لاکھ روپے کا چک لنڈن بھیجا تہا۔ وہ ہلال احمر فنڈ میں جمع نہیں کرایا۔ ہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ مسلمانان ہند نے اس کے علاوہ اور چندہ بھی دیا ہے۔ جو برٹش ہلال احمر کو معرفت سید امیر علی بالقابہ بھجوایا گیا۔ یا انصاری صاحب و سہروردی صاحب کے ہلال احمر پر خرچ ہوا۔ اگر یہ روپیہ اپنے مصرف پر خرچ ہو۔ تو مسلمانان ہند کی محنت ٹھکانے لگی ورنہ ثواب تو نیت پر ہے ۔ مگر زمیندار وزیر اعظم کی رسید کا عکس چھاپ چکا ہے۔

تفرقہ پرداز اخباروں کو انتباہ

پنجاب چیفس ایسوسی ایشن کے ایڈریس کو جواب دیتے ہوئے ہمارے بیدار مغز لاٹ صاحب نے صوبہ کے امراء و روساء کو پھر توجہ دلائی۔ کہ ورنیکلر پریس کے جو اخبار مسلمان ہندو سکھ فرقوں میں فرقہ بندی کا فیلنگ بڑھا اور مذہبی جذبات کو ابھار کر تفرقہ پردازی کر رہے ہیں۔ ان کو روکا جائے۔ ہز آنر کی رائے میں جو لوگ مذہب کے پردہ میں دیگر فرقوں کے بانیوں پیروؤں اور ارکان کے برخلاف فحش و دل آزار حملے کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت اس سوسائٹی اور مذہب کے جس کے وہ پیرو ہیں۔ بدترین دشمن ہیں" مسلمانوں کو ہدائت کے لئے جو کتاب نازل ہوئی۔ یعنی قرآن مجید اور پھر جو مسیحا نازل ہوا۔ اس کے کلام میں بھی بعینہ یہی ہدایات ہیں۔ مبارک وہ جو اس پر عمل کریں ۔

امریکہ و میکسیکو

امریکہ نے جو مطالبات کئے تھے۔ ان کا جواب نہیں ملا۔ البتہ پریزیڈنٹ ہوئرٹہ نے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ شہر سے نہ جائیگا۔ اور بصورت ضرورت اجنبیوں کی حفاظت کی حتی الامکان کوشش کرے گا۔ وزیر داخلیہ جو ہوئرٹہ کو امریکن مطالبہ قبول کر لینے کا مشورہ دے رہا تھا۔ مستعفی ہو گیا ہے۔ اور امریکہ نے چند روز انکار کر کے قطعی کارروائی کرنے کا ارادہ کیا ہے ۔

ٹائمز کو تار موصول ہوا ہے۔ کہ اگر ہائی دباؤ ہوئرٹہ کو دست برداری پر مائل نہ کر سکا۔ تو بندرگاہوں کی ناکہ بندی کی جائیگی بصورت ضرورت حملہ سے بھی تامل نہ ہوگا۔ باغیوں نے میکسیکو اور ویراکروز کے مابین تجارت بند کر دی ہے ایک ٹرین روک کر گورنمنٹ کا ایک ملین کا خزانہ ایک کمپنی کی چاندی لوٹنے کے علاوہ مسافروں کو بھی لوٹا گھسوٹا ۔

السٹر کا مسئلہ

چند دنوں تک گورنمنٹ مسٹر بونرلا کو اس کے متعلق اپنی تجاویز سے مطلع کر دیگی۔ جن کے متعلق ٹائمز کی پیشگوئی یہ ہے۔ کہ ایک تجویز یہ ہو گی۔ کہ السٹر کچھ سالوں تک ہوم رول کے اثر سے خارج رہیگا بہرحال جیسا کہ مسٹر چرچل نے الگزنڈرا پیلس لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے ظاہر کیا ہے۔ مسئلہ ہوم رول کا باہمی رضامندی سے تصفیہ کیا جائیگا ۔

دو لاکھ مسلمان جو بالجبر عیسائی بنائے گئے

بلغاریہ کے مظالم میں سے یہ ظلم مسلمانوں کو کبھی نہیں بھولیگا کہ انہوں نے کوہستان وڈھوپ میں دو لاکھ پومک مسلمانوں کو بجبر عیسائی بنا لیا۔ اور ان کی مسجدوں کے مینار گرا کر گرجے بنا لئے۔

اب صلح ہو جانے پر الحمد للہ کہ یہ تمام نہاد مظلوم عیسائی۔ پھر مسلمان ہو گئے۔ اور آئندہ کے لئے بلغاریہ نے عہد کر لیا۔ کہ وہ مذہبی آزادی میں مخل نہ ہوگی ۔

عید الضحی غلط ہے ۔ پنڈت راج نرائن صاحب جو تاریخی و مذہبی امور میں انوکھی رائے رکھنے کے سبب سے مشہور ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں۔ بقرعید عرب میں نہیں بولا جاتا مگر اس کے ساتھ یہ بھی نہیں بتا سکے کہ بجز عید پھر فرماتے ہیں اصلی نام عید الفطر ہے اور اس کے معنی ہیں۔ وہ خوشی جو دن چڑھے منائی جاتی ہے لاحول ولا قوۃ۔ سنئے پنڈت صاحب عالم لغات عربیہ یہ لفظ ہے عید الضحی۔ اضحاۃ کی جمع۔ یوم الاضحی یوم النحر قربانی کا دن دیکھیے صراح جلد دوم صفحہ ۴۷۶ ۲۰- لا الہ الا اللہ تو آپنے مان لیا محمد رسول اللہ اس لئے نہیں مانتے کہ آپ خدا کو محتاج بالغیر نہیں مانتے۔ اگر خدا سورج کے ذریعہ روشنی دینے بادل کو ذریعہ پانی پہنچانے سے محتاج بالغیر نہیں ہوتا تو ایک رسول کے ذریعہ اپنی رضامندی کی راہیں بتانے سے کیونکر محتاج بالغیر ہو جائیگا ۔ کیا آپ وید کے الہامی ہونے کے قائل ہیں؟ اگنی وایو کے متعلق تو پہلے اپنے ہی حج سیہ(؟) ستیارتھ سے فیصلہ کر لیجئے ہم نہیں جانتے کہ دیانندجی سے پہلے اور حال کے دو دان کیوں اس عجیب و غریب تشریح سے بے بہرہ ہیں۔ جیسا کہ تمام پراچین ہندوؤں کے مجموعی طرز عمل سے ظاہر ہے ۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ

الاسلام

صداقت اسلام پر ایک زبردست شہادت

یوں تو قرآن شریف سرتاپا معجزہ ہی معجزہ ہے۔ ابتداء قرآن سے انتہا قرآن تک ایک آیت بھی نہیں۔ جس کی نظیر کوئی شخص پیدا کر سکے۔ مگر قرآن کریم کی صداقت پر اللہ تعالےٰ وقتاً فوقتاً ایسی زبردست شہادتیں پیدا کرتا رہتا ہے۔ کہ جنکا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرتا کہ جس میں اسلام کی صداقت پر کوئی تازہ نشان یا علامت نہ ظاہر کی گئی ہو۔

ان مختلف تائیدات الٰہیہ میں جو وقتاً فوقتاً اسلام کے لئے نازل ہوتی رہتی ہیں۔ ایک قبل از وقت اخبار کا پورا ہونا بھی ہے۔ قرآن شریف جس طرح اپنی تمام خوبیوں میں بے مثل ہے۔ اسی طرح اس امر میں بھی بے مثل ہے۔ کہ اس میں ہزاروں لاکھوں اخبار ایسی بتائی گئی ہیں۔ کہ جو آئندہ ہر زمانہ میں پوری ہو ہو کر اس کی صداقت پر مہر کرتی رہینگی چنانچہ ابتک ہزاروں ایسی پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ اور ابھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ آجکل بھی پوری ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہوں گی۔ اور دنیا کی کوئی کتاب قرآن شریف کے مقابلہ میں اپنا غیب کا خزانہ پیش نہیں کر سکیگی۔

اسوقت میں ایک ایسی عظیم الشان پیشگوئی کی طرف آپ لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جو اپنی عظمت اور شوکت میں ایسی بے نظیر ہے کہ موٹی سے موٹی عقل والا انسان اس کی صداقت میں شک نہیں لا سکتا۔ اور ایک ذرہ بھر تذبذب کے بغیر اس کی صداقت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ یہ پیشگوئی اگرچہ علمی رنگ کی ہے۔ اور علماء تاریخ اس سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مگر ایسی صاف ہے کہ عوام الناس بھی اس کی صداقت سے منکر نہیں ہو سکتے۔

جغرافیہ دان اس بات سے خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ آج سے پہلے ایشیا اور افریقہ کے درمیان ایک خاکنا تھی۔ اور یہ دونوں براعظم اس خاکنا کے ذریعہ آپس میں ملے ہوئے تھے۔ ایشیا سے افریقہ اور افریقہ سے ایشیاء کی طرف جانے کے لئے کسی کشتی یا جہاز کی حاجت نہ تھی۔ بلکہ خشکی خشکی وہاں تک سفر ہو سکتا تھا۔ اور دونوں براعظموں کے باشندے عام طور پر اسی راستہ سے سفر کیا کرتے تھے۔ اور سوائے ان علاقوں کے جو اس خاکنا سے دور تھے۔ اور اس تک پہنچنا ان کے لئے مشکل ہو۔ اور جہازی راستہ قریب ہو۔ باقی سب لوگ اسی راہ سے ایک طرف سے دوسری طرف جایا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے جب مصر فتح کیا ہے۔ تو وہ بھی اسی راہ سے گئے تھے۔

اس خاکنا کی نسبت اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں خبر دی ہے۔ کہ یہ کسی آئندہ زمانہ میں کاٹ کر نہر بنا دی جاویگی۔ اور اس کے ذریعہ بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم آپس میں مل جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ سورہ رحمٰن میں فرماتا ہے۔ کہ مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان فبای آلاء ربکما تکذبان یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان فبای آلاء ربکما تکذبان ولہ الجوار المنشئٰت فی البحر کالاعلام فبای آلاء ربکما تکذبان۔ خدا تعالےٰ نے دونوں سمندروں کو چھوڑا ہے۔ کہ وہ ایک دن دونوں ملجائیں گے۔ مگر اب ان کے درمیان ایک روک ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے میں گھس نہیں سکتے پس تم اللہ تعالےٰ کی کس نعمت کا انکار کرو گے ان دونوں میں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کس نعمت کا انکار کرو گے۔ اور اس کے لئے کشتیاں ہیں۔ کہ سمندر میں وہ اس طرح کھڑی نظر آتی ہیں۔ جس طرح پہاڑ ہوں پس تم اپنے رب کی کونسی نعمت کا انکار کرو گے۔

یہ پیشگوئی کیسی صاف اور سیدھی ہے۔ کس طرح کھلے الفاظ میں بتایا گیا ہے۔ کہ دو ایسے سمندر ہیں۔ کہ جو آج کل ایک رکاوٹ کی وجہ سے جو ان دونوں کے درمیان حائل ہے آپس میں نہیں ملتے۔ لیکن کچھ مدت کے بعد ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ یہ رکاوٹ اٹھ جاویگی۔ اور یہ دونوں سمندر مل جائیں گے۔ اور آپس میں متحد کر دئے جائیں گے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت ہوگی۔ جس سے لوگ بہت فائدہ اٹھائیں گے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایسا ہی ہے۔ اٹھارہ سو ہتیس میں سویز کو کھود کر ایک کینال بنا دی گئی۔ اور اب وہ کینال یورپ ایشیاء بلکہ افریقہ کے درمیان ایک واسطہ بن گئی ہے۔ کل تجارت اس کے راستہ ہو رہی ہے۔ اور گویا یورپ ایشیاء اور افریقہ آپس میں پیوست ہو گئے ہیں۔ اسقدر ترقی کا اظہار بارہ سو سال پہلے کر دینا کسی انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ ضرور ہے کہ یہ خبر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔

اگر کوئی شخص یہ شبہ پیدا کرے۔ کہ اس پیشگوئی میں یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ کونسے سمندر آپس میں ملائے جائیں گے۔ پھر تم نے یہ کیونکر کہدیا۔ کہ اس میں سویز کینال کا ذکر تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو علیم و خبیر ہے۔ خود اس پیشگوئی میں ایسے قرائن رکھدئیے ہیں کہ جن سے سویز کی تخصیص کا علم ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان ان دونوں سمندروں میں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں پس ضرور ہے کہ یہ پیشگوئی ایسے دو سمندروں کی نسبت ہو جو موتی اور مرجان کی کان ہوں۔ اور ہر ایک جغرافیہ دان اس امر سے واقف ہے۔ کہ بحیرہ قلزم پاریڈسی موتیوں کے لئے خاص طور پر مشہور ہے۔ اور وہاں بہت پرانے زمانہ سے موتی نکلتے ہیں۔ اور اس کے کنارے کی افریقن اور عرب آبادی ہمیشہ موتیوں کی تجارت کرتی ہے۔ اور گو کہ وہاں موتی اس کثرت سے تو نہیں پائے جاتے جس کثرت سے بعض اور جگہوں میں پائے جاتے ہیں مگر وہاں کا موتی نہائت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے چنانچہ در عدن مشہور ہے اور شعرا اسے مثال کے طور پر پیش کیا کرتے ہیں۔ میں نے جدہ میں موتیوں کے تاجروں سے معلوم کیا۔ کہ بعض موتی وہاں سے ایسے بھی نکلتے ہیں۔ کہ جو دو دو لاکھ روپیہ کو فروخت ہوئے۔ اور مسوعہ اور جدہ خاص طور پر ان موتیوں کی تجارت کی وجہ سے مشہور ہیں جو کچھ تو بمبئی میں آکر فروخت ہوتے ہیں۔ اور کچھ مصر میں جاکر مصری موتی کے نام سے یورپ میں فروخت ہوتے ہیں۔ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا کا مصنف بھی اس مستند کتاب میں لکھتا ہے کہ بحیرہ قلزم میں موتیوں کی تجارت بہت پرانے زمانہ سے ہے پس ہم نے جو دو سمندروں سے بحیرہ قلزم اور بحیرہ روم مراد لئے تو ایک کی نسبت تو ثابت ہو گیا کہ موجب حکم قرآنی اس میں سے موتی نکلتے ہیں۔ اب رہا دوسرا سمندر بحیرہ روم وہ مرجان کے لئے خاص طور پر مشہور ہے۔ بلکہ کار آمد مرجان صرف بحیرہ روم میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا کا مصنف لکھتا ہے۔ چونہ کی خاصیتوں کے فوائد کے علاوہ سوائے کوئی مرجان سوائے بحیرہ روم کے سرخ یا قیمتی مرجان کے کوئی صنعتی اہمیت نہیں رکھتا۔ (جلد ششم صفحہ ۳۸۷) اس عبارت سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ مرجان بحیرہ روم میں کثرت سے پیدا ہوتے ہیں بلکہ مفید مرجان صرف وہیں پیدا ہوتا ہے اس سے آگے فاضل مصنف لکھتا ہے مگر بحیرہ روم کا مرجان جواہرات اور ذاتی آرائش اور عام سجاوٹ کے طور پر اب بھی استعمال ہوتا ہے اور پرانے زمانہ سے استعمال ہوتا چلا آرہا ہے۔ اب ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس پیشگوئی سے صرف بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ کہ کسی زمانہ میں مل جائیں گے۔ کیونکر یہی دو سمندر ہیں۔ جن میں سے ایک اگر موتیوں کے لئے مشہور ہے تو دوسرا مرجان کیلئے خاص ہے۔ اور آیت قرآنی نے یہی علامت بتائی تھی۔ کہ ان دونوں سمندروں میں موتی اور مرجان نکلتے ہیں۔ پس یہ اعتراض قطعاً نہیں کیا جا سکتا۔ کہ جگہ کی تعیین کیونکر ہوئی۔

دوسرا شبہ یہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ چونکہ رسول کریمؐ سے پہلے بھی سویز کی نہر کھودی گئی تھی۔ اس لئے شاید اندازہ لگا کر (نعوذ باللہ) آپ نے کہدیا ہو کہ پھر بھی کبھی ایسا کر لیا جائیگا۔ اس شبہ کو بھی خود قرآن شریف نے رد کر دیا ہے کیونکہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی اس کو کھود کر کام آزمانیکی کوشش کیگئی تھی لیکن وہ تجویز کبھی کامیاب نہیں ہوئی اور کبھی تجارت کے لئے مفید ثابت نہیں ہوئی بلکہ تجارت ہمیشہ خشکی کے راستہ ہوتی رہی۔ جیسا کہ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا کی جلد بائیس ۲۲ میں لکھا ہے کہ تاجیر کے زمانہ میں نہر بنائی تو گئی۔ مگر مشرق و مغرب کی تجارت کا اکثر حصہ زمین کے راستہ سے ہی ہوا۔ غرض کبھی منعقد کے لئے اس نہر کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ وہ کبھی اس سے پوری نہیں ہوئی۔ اور جہازوں کی کثرت آمد و رفت نہیں ہو سکی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تجویز اگر کسی زمانہ میں ہوئی بھی تو ناکام رہی۔ مگر قرآن شریف فرماتا ہے کہ جب یہ پھر ملائے جائیں گے۔ تو اس میں کثرت سے جہازات چلیں گے۔ ولہ الجوار المنشئٰت فی البحر کالاعلام اور یہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ پس اس پیشگوئی سے صرف یہی زمانہ مراد ہو سکتا ہے۔ کہ جہازوں کی ترقی سے عقل دنگ ہے۔ کیا یہ پیشگوئی رسول کریمؐ کی صداقت کیلئے کافی نہیں۔ اور کیا اس سے اسلام کی سچائی روز روشن کی طرح ثابت نہیں ہوتی۔ کیا کوئی حق پسند انسان ہے جو اس سے فائدہ اٹھائے؟

(مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد)

تصدیق المسیح

(مسئلہ نبوت مسیح موعود)

حال میں ایک رسالہ شائع ہوا ہے جس کا نام ابطال امامت قادیانی ہے۔ اس میں ایک بزرگوار نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ کہ قادیانیوں (احمدیوں) کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ معلوم نہیں اس فتویٰ کی ضرورت کیوں پڑی۔ کیونکہ جو جماعت اپنی دعاؤں میں واجعلنا للمتقین اماما پڑھنے والی ہو۔ وہ کب چاہتی ہے۔ کہ ہم کسی مغضوب علیہم قوم کے امام ہوں۔ میں ایسے مفتیوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ کسی مخلص احمدی کو اس بات کا شوق نہیں۔ کہ وہ غیر احمدیوں کی امامت نماز کرایا کرے۔ تاہم جس بنا پر فتویٰ کفر دیا گیا ہے۔ اس پر غور کرنا ضروری ہے۔

اس تمام رسالہ میں ایک ہی وجہ کفر کی بتائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں بے شک ہم اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت اقدس مرزا صاحب کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ لیکن نہ اس لئے کہ وہ مرزا ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ اور **مسیح موعود** کو ہمارے سید و مولیٰ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحیح حدیث میں نبی اللہ فرمایا۔ اس کے سوا اور بھی کئی ثبوت ہمارے پاس ہیں کیونکہ ہم جیسے خدا تعالیٰ کی دوسری وحیوں میں حضرت اسمٰعیل حضرت عیسےٰ حضرت ادریس علیہ السلام کو نبی پڑھتے ہیں۔ ایسے ہی خدا کی آخری وحی میں **مسیح موعود** کو بھی **یا نبی اللہ** کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں اور اس نبی کے ساتھ کوئی **لغوی** یا ظلی یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے کہ اپنے آپ کو خود بخود ایک مجرم فرض کر کے اپنی بریت کرنے لگجائیں بلکہ جیسے اور نبیوں کی نبوت کا ثبوت ہم دیتے ہیں۔ ایسے ہی بلکہ اس سے بڑھ کر کیونکہ ہم چشم دید گواہ ہیں۔ مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ میں انشاء اللہ دونوں طور پر اس بحث کو مکمل کروں گا۔

فی الحال شق اول کے مطابق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے ذمہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا ثبوت نہیں۔ بلکہ یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ اور پھر یہ کہ مسیح موعود کے لئے **نبی اللہ** کا خطاب آیا ہے یا نہیں۔

حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت موقوف ہے۔ چند مقدمات پر۔ اول یہ کہ حضرت عیسےٰ بن مریم علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں یا فوت ہو کر زمین میں دفن ہو چکے ہیں۔ دوم اگر فوت ہو چکے ہیں۔ تو کیا فوت شدہ دنیا میں واپس آسکتا ہے۔

سوم۔ جب یہ ثابت ہو جائے۔ کہ فوت شدہ واپس نہیں آتے تو لامحالہ ماننا پڑیگا۔ کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔

چہارم۔ یہ کہ وہ آنے والا مسیح حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہی ہیں۔

اس بحث کے متعلق میں زیادہ نہیں لکھنا چاہتا کیونکہ سلسلہ کی بہت سی کتابوں میں اس خصوص پر مفصل لکھا جا چکا ہے۔ بطور یاد دہانی اتنا لکھ دیتا ہوں۔ کہ آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل سے صاف ظاہر ہے۔ کہ تمام رسول گذر چکے ہیں۔ اور گذرنے کی دو ہی صورتیں ہیں جو کلام پاک نے بیان کر دی ہیں۔ موت طبعی طور سے یا قتل اور بس۔ یہی وہ آیت ہے جس سے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریمؐ کی وفات پر استدلال کیا۔ اور تمام صحابہ رضؓ نے اس پر اجماع کیا۔ اور اسی آیت کے متعلق حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب سے آخری خطبہ میں فرمایا۔ ھل خلد نبی قبلی فاخلد فیکم۔ (کیا کوئی نبی اس سے پہلے زندہ ہے کہ میں تم میں زندہ رہوں) ۲۔ متوفیک میں ایک وعدہ ہے اور توفیتنی میں اس کا ایفاء ہے۔ اور خود جناب مسیح کا اقرار کہ میری وفات کے بعد بگڑے ہیں۔ اور پھر مجھے علم نہیں۔ کہ ان کے ساتھ کیا گذری۔ توفی کے معنے بھی قرآن مجید ہی سے حل ہو سکتے ہیں حضرت یعقوب اپنے بچوں کو وصیت کرتے ہیں۔ لا تموتن الا و انتم مسلمون اور حضرت یوسف اس کی تعمیل میں دعا کرتے ہیں۔ توفنی مسلما و الحقنی بالصلحین۔ کیا یہ پڑھ لینے کے بعد بھی شک رہ سکتا ہے کہ توفی کے معنے موت کے نہیں۔ اور پھر یہ کہ حضرت مسیح فوت نہیں ہو چکے۔

دوسری بحث یہ ہے کہ آیا مردے واپس آتے ہیں۔ کلام الٰہی ہمیں بتاتا ہے۔ کہ ہرگز نہیں۔ انھم لا یرجعون۔ وہ مردے رجوع الی الدنیا نہیں کرتے۔ اور فیمسک التی قضی علیھا الموت جس پر موت کا فتویٰ صادر ہو۔ اس کی روح روک لی جاتی ہے۔ اور ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون کہ ان کے آگے قیامت تک ایک پردہ ہے۔ اس قسم کے ثبوت احادیث سے بھی دئے جا سکتے ہیں۔

تیسری بحث جب یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا۔ کہ حضرت عیسےٰ بن مریم فوت ہو چکے ہیں۔ اور مردے دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے تو آنے والے **ابن مریم** یا مسیح کے بارے میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ ضرور اس امت محمدیہ کے کسی خلیفہ کے حق میں ہوگی جو اس مسیح ناصری کی روح و قوت میں ہو۔

اور یہ امر وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کے لفظ منکم اور بخاری کی صحیح حدیث اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم سے اور پھر اختلاف حلیتین سے ثابت ہے۔ کیونکہ بخاری صحیح میں **مسیح ابن مریم** کا اور حلیہ ہے۔ اور آنے والے مسیح کا اور حلیہ۔ اول الذکر کے بال گھونگریالے اور رنگ سرخ فرمایا۔ اور آخر الذکر کے بال سیاہ تھے۔ اور رنگ گندمی۔ اور آئمہ استحقاق سے یہی ظاہر ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ دو الگ الگ وجود ہوتے ہیں۔ اب رہ گئی۔

چوتھی بحث وہ یہ ہے کہ حضرت میرزا صاحب ہی مہدی موعود ہیں۔ اس کے لئے میں صرف ایک حدیث پیش کرتا ہوں جس میں حضرۃ نبی کریمؐ اپنے مہدی کا ایک خاص نشان بتاتے ہیں۔ جو جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں۔ کسی مدعی مہدویت کے دعویٰ کے وقت ظاہر نہیں ہوا۔ اور نہ اس مہدی نے اسے اپنے لئے نشان صداقت ٹھہرایا اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض۔ ینکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان۔ وتنکسف الشمس فی النصف منہ ولم تکونا منذ خلق السموات والارض (رواہ الدار قطنی) حجج الکرامہ میں اس حدیث کی دیگر کتب حدیث سے بھی تخریج ہے۔ واخرجہ نعیم بن حماد وابو الحسن الحربی فی الحربیات واخرج مثلہ الحافظ ابوبکر بن احمد الحسن وابن حماد ایضاً عن کثیر بن مرۃ الحضرمی والبیہقی۔

اس حدیث کا مطلب ہے۔ کہ چاند کو گرہن کی درمیانی تاریخوں میں اور سورج کو گرہن کی آخری تاریخوں میں اور پھر ماہ رمضان میں گرہن لگیگا۔

قمر کا اطلاق تین رات کے چاند سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے پہلی رات سے مراد مہینے کی پہلی تاریخ نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کوئی عقلمند پہلی تاریخ کو گرہن کا قائل ہو سکتا ہے۔ اور نہ نظام عالم میں ایسی تبدیلی ہونی ممکن ہے۔ بموجب آیت لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النھار اور والشمس تجری لمستقر لھا۔

اور نہ اس حدیث پر کوئی جرح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جس حدیث کی رو سے ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ وہ یقیناً نبی کریمؐ کا کلام ہے۔ یہ حدیث ایک حجت قویہ ہے۔ اسبات پر کہ حضرۃ میرزا صاحب مہدی موعود ہیں کیونکہ یہ نشان ۱۳۱۱ھ میں آپ ہی کے دعویٰ کے بعد ظاہر ہوا۔ اگر کسی اور نے اس صدی کے سر پر دعویٰ کیا۔ اور اس نشان کو اپنے لئے حجت کے طور پر پیش کیا۔ یا اس سے پہلے کسی نے ایسا کیا تو اسکا پتہ دو۔ یہ چار مقدمات طے ہو جانے اور یہ ثابت کر دینے کے بعد کہ حضرت میرزا غلام احمدؐ مہدی موعود ہیں۔

ایک مقدمہ اور ہے وہ یہ کہ مہدی موعود ہی مسیح موعود ہیں۔ اس کیلئے مسند امام احمد حنبل کی یہ حدیث پیش کرتا ہوں۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ ابن مریم اماماً مہدیاً و حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر (صفحہ ۴۱۱) ان پانچوں مقدمات سے فراغت کے بعد غرض صرف اشارہ چاہتا ہوں۔ کہ میں حدیث صحیح میں دکھا دوں۔

امر بالمعروف

’’ابٰی واستکبر وکان من الکافرین‘‘

ڈرجاؤ۔ کہ یہ ڈرنے کا مقام ہے۔ خوف کھاؤ۔ کہ خوف کھانا شیوۂ کرام ہے۔ پھونک پھونک کر قدم رکھو۔ کہ احتیاط سے کام لینا مومن پر واجب ہے۔ زبان پر وہ کلمہ نہ لاؤ۔ جسکا اظہار نا مناسب ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ تمہارے دل میں اگر کوئی وسوسہ اٹھتا ہے تو استغفار پڑھو۔ کثرت سے پڑھو۔ تقویٰ و طہارت میں بڑھو۔ لاحول پر زور دو۔ اور خوب زور دو۔ کیونکہ شیطان چور ہے۔ چور اسی جگہ نقب لگاتا ہے۔ جہاں حفاظت میں کوئی نقص ہو۔ یا تاریکی ہو۔ اگر تمہارے قلب میں نور ہے۔ اگر تمہارے قلب کے ارد گرد لاحول و استغفار کا پہرہ ہے۔ تو ممکن نہیں شیطان اپنا کام کر سکے۔ یہ اس لئے کہ شیطان مخنث ہے۔ اس میں جرأت و دلیری نہیں۔ انسان قدسی انسان جسے خدا نے اپنی صورت کا بنایا ہے۔ اس کے سامنے نہیں آسکتا۔ وہ ہمیشہ پوشیدہ اور بھیس بدل کر انسان کے متاع ایمان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ تم ہر وقت مسلح رہو۔ کہ تمہارا قدیمی دشمن گھات میں ہے۔ نہیں معلوم کس وقت حملہ کر دے۔ نہیں خبر کہ کس لباس میں دھوکہ دے۔ بدی کی گھنونی شکل میں تو مومن کے پاس بہت کم آتا ہے۔ مگر نیکی کے لباس میں اس کا حملہ سخت حملہ ہے۔ انسان سمجھتا ہے۔ میں نیکی کرتا ہوں۔ مگر دراصل وہ نیکی بہت سی بدیوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ صد ہا درود ہوں ہمارے پاک نبی پر۔ اور لاکھوں رحمتیں نازل ہوں اس مقدس رسول پر۔ جس نے ہم کو ہر نیکی اور ہر عبادت کے بعد استغفار کا حکم دیا۔ یہ اس لئے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ اس نیکی میں کوئی شیطانی فعل ایسا ہو جائے جو وہ نیکی بجائے ثواب کے عذاب لانے والی ہو۔ نماز ہی پر غور فرمایئے۔ کیسی پاک عبادت ہے۔ اور باوجودیکہ اس میں تسبیح و تمجید باری تعالیٰ پر شامل ہر قسم کے اذکار ہیں۔ پھر بھی اس کے بعد استغفار کا ارشاد ہے ۔

پس مومن کو چاہیئے۔ کہ جو کام وہ کرے۔ جو کلمہ وہ زبان سے نکالے اس کی بنا حق پر ہو۔ اور بہت احتیاط سے۔ ایک گناہ دوسرے گناہ کو کھینچتا ہے۔ ایک غلطی دوسری غلطی کو پیدا کرتی ہے۔ اگر نیک نیتی و خدا ترسی ہو تو انجام بخیر ورنہ جہنم رسید۔

خلافت کے متعلق فرشتوں نے بھی اعتراض کیا۔ مگر اس اعتراض میں حب خدا جیساکہ نحن نسبح بحمدك ونقدس لك سے ظاہر ہے۔ شامل تھی اس کا انجام ان کے حق میں اچھا ہوا۔ مگر ابلیس نے انکار اور استکبار سے کام لیا۔ وہ ہمیشہ کے لئے لعنتی قرار پایا۔ چھوٹی چھوٹی باتیں بڑی باتیں بن جاتی ہیں۔ انسان ایک قدم اٹھاتا اور سمجھتا ہے۔ کہ میں بہشت کی طرف جا رہا ہوں۔ مگر اس کی شومئی اعمال اسے دوزخ کی طرف لیجاتی ہے۔ وہ ایک جگہ کھڑے ہو کر بڑی اپر شد سپیچ شروع کرتا ہے۔ مگر نہیں سمجھتا۔ کہ اس جگہ کے نیچے خلاء ہے اور قریب ہے کہ نیچے کی گہرائی پر گر پڑے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا معاملہ ہمارے سامنے پیش ہے۔ اور ہمارے لئے موجب عبرت ایک شخص ہے سلسلہ کا حامی۔ یہ جوش یہاں تک کہ بغیر چندہ کئے اپنی محنت اپنے صرف سے قرآن مترجم بہت سے حواشی کے ساتھ شائع کرتا ہے پھر حمائل کی صورت میں پھر انگریزی میں بھی۔ مگر ایک شیطانی وسوسہ آتا ہے۔ اور وہ بھی اس پردہ میں۔ کہ توحید اس بات کی مقتضی ہے کہ دوسرا کوئی نام قطعی طور پر دستخطوں میں نہ آنا پائے۔ حالانکہ خدا کے فرستادوں کا ذکر تو تسبیح و تمجید الٰہی کے لئے ہوتا ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے کے لئے پھر اس کے دل میں چند اعتراض پیدا ہوئے جس میں سب سے بڑا یہ تھا۔ کہ نجات توحید سے ہے آنحضرت صلعم پر ایمان ضروری نہیں۔ یہ سب اعتراض اس نے گستاخی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں لکھ بھیجے۔ پھر ایک عرصہ تک وہ باوجود ان اعتراضات کو صحیح سمجھنے کے حضور کو مسیح الزمان کہتا رہا۔ لیکن رفتہ رفتہ وہ مخالف ہوتا گیا یہاں تک کہ پھر اس نے کانا دجال نام ایک رسالہ لکھا۔ پھر جھوٹی پیشگوئیوں پر اترا۔ تو یہ واقعہ ہمارے لئے عبرت ہے۔ ایک چھوٹی بات کس طرح بڑی بن گئی۔ یہ تو جماعت کے اندر کا واقعہ ہے۔ غیر احمدیوں کے حال پر ہی غور کرو۔ ان میں سے کئی ایسے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ ہمارا رسول محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا کامل و اکمل ہماری کتاب قرآن مجید جیسی روشن کتاب اب اس کے بعد وہ کون سی ہدایت ہے۔ جو کوئی ہمیں آکر دیگا۔ اور کون ہے جو اس سے بڑھ کر ہمارا تزکیہ کریگا۔ اس لئے مسیح موعود کی کیا ضرورت ہے۔ ٹھیک اسی طور پر یہ وسوسہ ہے کہ مسیح موعود نے اپنی کتابوں میں جو کچھ لکھ دیا ہے وہ کافی سے بڑھ کر ہے اور جو تزکیہ وہ ہمارا فرما چکے ہیں وہ کافی و وافی ہے۔ اب کیا ضرورت ہے کہ کسی اور کی بیعت کریں۔ معارف و حقائق اسلامیہ کے ایک خزانے پر ہمارا قبضہ ہے ہمیں مزید دولت کی کیا ضرورت ہے ہماری قناعت شان یہی ہے۔ کہ جس کے ہو رہے اسی کے ہو رہے اب اور طرف کیوں نگاہ کریں۔ یہ ایک شیطانی وسواس ہے جو ایک چمکدار لباس میں آیا ہے۔ مگر یہ چمک پھوڑے کی چمک ہے جس کے اندر بہت سا فاسد مواد ہے۔ مومن کو ہر وقت ایک مزکی نفس بزرگ کی ضرورت ہے۔ ہری بھری شاخ اپنے اوپر اثمار کا انبار دیکھ کر اگر کہے۔ کہ تنے سے یا اس تنے کے بڑے ڈال سے مجھے تعلق رکھنے کی کیا ضرورت ہے میں الگ رہ کر بھی ہری بھری ہوں تو یہ اس کی غلطی ہے اور اس غلطی کا خمیازہ وہ یہ اٹھائے گی۔ کہ چند دنوں میں سوکھ جائیگی ایک بھیڑ ریوڑ سے الگ ہو جائے۔ یا یہ خیال کرے مجھے چرواہے کی کیا پرواہ میں اس ریوڑ کے مالک کی ملکیت ہوں۔ کسی دوسرے کو کیا حق ہے۔ کہ میری آزادی میں خلل انداز ہو۔ تو وہ آخر ایک روز بھیڑیے کے قابو میں آئے گی۔

حریت کے فدائی۔ آزادی کے شیدائی کسی بزرگ نفس کے ربقۂ اطاعت میں رہنا اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ یا کم از کم اپنی آزادہ روی میں مخل۔ مگر اپنے نفس کی غلامی شیطان کی غلامی میں ایسے پھنستے ہیں۔ کہ آخر ہر طرف سے دھتکارے جاتے ہیں۔ وہ دوسری قوموں سے مذہبی خیالات کی بنا پر اختلافات رکھنے ہوئے مل نہیں سکتے۔ اور نہ وہ قومیں انہیں منہ لگاتی ہیں۔ اور اپنی قوم میں بھی عزت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے۔ انسان فطرتاً ایسا پیدا کیا گیا ہے۔ کہ وہ اکیلا نہیں رہ سکتا۔ اس لئے جب کوئی سوسائٹی نہیں پاتا۔ اور کوئی ہمدرد ہمدردی کے لئے کوئی غمخوار غمخواری کے واسطے نہیں آتا۔ تو وہ لامحالہ ایسے لوگوں کی طرف جھکتا ہے۔ جو مذہب سے کچھ غرض واسطہ نہ رکھتے ہوں صحبت کا اثر ضروری ہے۔ جب اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا۔ بات چیت ایسے لوگوں میں ہو گئی۔ جو مذہب سے بیزار یا مذہب کو لایعنی سمجھتے ہیں۔ تو خود بھی اسی رنگ میں رنگین ہو گا اور آخر لامذہب دہریہ بن جائیگا۔ انسان پہلے نہیں سمجھتا۔ لیکن آخر سمجھتا ہے۔ اور اس وقت دست تاسف ملتا ہے۔ مگر کرد نی خویش آمدنی پیش۔ شیطان کے گمراہ کرنیکے طریق بھی عجیب ہیں۔ نبی کی اس اولاد کے متعلق جو کسی پیشگوئی کے ماتحت پیدا ہوگی اور جس کی شان میں خود خداوند عالم نے بہت سے بشارات فرمائے۔ ایک بدظنی کی پھر کہا یہ کونسے ہمارے مرشد ہیں۔ یا ان کی بیعت کی ہے جس کی وجہ سے ان پر جو چاہیں نکتہ چینی کریں۔ احد من الناس ہیں تعظیم و تکریم ہم کیوں کریں۔ کوئی پیر پرست تھوڑے ہی ہیں اسوقت تو یہ سمجھے کہ ہم بڑے موحد بڑے آزاد اور بڑے دانا ہیں۔ مگر اس چھوٹی سی بات نے بڑھتے بڑھتے ارتداد تک پہنچا دیا کیونکہ جب عیوب کی طرف خیال کیا۔ تو ہر روز دل ہی دل میں ایک عمارت بنانے لگے پھر خیال آیا۔ کہ نبی اگر سچا ہوتا۔ تو اس کے الہامات بھی سچے ہوتے ان میں تو اس اولاد کے صلاح و تقویٰ کی تعریف ہے اور حال ان کا یہ ہے۔ جو میں سمجھے بیٹھا ہوں پھر گمان باطل کیا۔ کہ نبی کی دعائیں مستجاب ہیں اپنی اولاد کے حق میں اتنی دعائیں کیں۔ وہ کیوں قبول ہوئیں دیکھا اپنے کہ ایک بات نے کہاں تک پہنچایا۔ پس میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ استغفار اور لاحول کا ورد بہت رکھیں۔ نیک ظنیوں سے کام لیں۔ جب کوئی وسوسہ شیطانی پیدا ہو۔ تو فوراً اس کے دفع کی تدبیر کریں۔ [illegible] کریں مسیح کے دروازہ پر حاضر ہوں اور حکیم الامت سے اپنی تسلی چاہیں۔ [illegible] کہ ہر بیمار نہ بیمار رہنے سے سمجھتے ہیں پھر اپنی خدمت پر فخر [illegible] سید عبد الحی نے براہین حصہ پنجم صفحہ ۲۰۸ پر فرمایا ہے۔ م

تاریخ اسلام

سیرت النبی

طہارت النفس جرأت

انسان کی اعلیٰ درجہ کی خصال میں سے ایک جرأت بھی ہے جرأت کے بغیر انسان بہت سے نیک کاموں سے محروم رہ جاتا ہے جرأت کے بغیر انسان دنیا میں ترقی نہیں کر سکتا جرأت کے بغیر انسان اپنے ہمعصروں کی نظروں میں ذلیل و سبک رہتا ہے غرض کہ جرأت بہادری دلیری اعلیٰ درجہ کی صفات میں سے ہیں۔ اور جس انسان میں یہ خصلتیں ہوں۔ وہ دوسروں کی نظر میں ذلیل نہیں ہو سکتا۔

چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جامع کمالات انسانی تھے اور ہر ایک بات جو انسان کی زندگی کو بلند اور اعلیٰ کرنیوالی ہو دوسروں کیلئے نمونہ اور اسوہ حسنہ تھے۔ اور جو عمل یا قول خوبی یا نیکی سے تعبیر کیا جاسکے۔ اس کے آپ معلم تھے۔ اور کل پاک جذبات کو ابھارنے کے لئے ان کا وجود خضر راہ تھا۔ تو ضرور تھا کہ آپ اس شان میں بھی خاتم الانبیاء و الاولیا بلکہ خاتم الناس ہوں۔ اور کوئی انسان اس حسن میں آپ پر فائق نہ ہو سکے۔ چنانچہ آپ کی زندگی پر غور کرنے والے معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنی عمر میں بہادری اور جرأت کے وہ اعلیٰ درجہ کے نمونہ دکھائے ہیں۔ کہ دنیا میں ان کی نظیر نہیں مل سکتی۔ بلکہ تاریخیں بھی ان کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ لیکن چونکہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ موجودہ صورت میں میں صرف وہ واقعات جو بخاری میں درج ہیں پیش کروں گا۔ اس لئے اس جگہ صرف ایک دو واقعات پر کفایت کرتا ہوں۔

دراصل اگر غور کیا جائے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی ہی بہادری کا ایک ایسا اعلیٰ نمونہ ہے۔ کہ اسے دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے تیرہ سال تک ایک ایسے مقام پر رہنا کہ جہاں سوائے چند انفاس کے اور سب لوگ دشمن اور خون کے پیاسے ہیں۔ اور پھر ان لوگوں کو اپنے دین کی باتیں سنانا اور پھر ایسے دین کی جو لوگوں کی نظر میں نہائت حقیر اور مکروہ تھا۔ کوئی ایسا کام نہیں جس کے معلوم ہوتے ہی آپکے کمالات کا نقشہ آنکھوں تلے نہ کھچ جاتا ہو۔ اس تیرہ سال کے عرصہ میں کیسے کیسے دشمنوں کا آپکو مقابلہ کرنا پڑا۔ انواع و اقسام کے عذابوں سے انہوں نے آپکے قدم صدق کو ڈگمگانا چاہا لیکن آپ نے وہ بہادری کا نمونہ دکھایا۔ کہ ہزارہا دشمنوں کے مقابلہ میں یکہ و تنہا سینہ سپر رہے۔ اور اپنے دشمنوں کے سامنے اپنی آنکھ نیچی نہ کی۔ اور جو پیغام خدا کی طرف سے لے کر آئے تھے۔ اسے کھلے الفاظ میں بغیر کسی اخفا و اسرار کے لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ غرضکہ آپ کی زندگی تمام کی تمام جرأت و دلیری کا ایک بے مثل نمونہ ہے۔ اور جگہ کی قلت کی وجہ سے میں ایک دو واقعات سے زیادہ نہیں لکھ سکتا حضرت انس فرماتے ہیں۔ کہ کان فزع بالمدینة فاستعار النبی صلے اللہ علیہ وسلم فرسا لنا یقال له مندوب فقال ما رأینا من فزع وان وجدناه لبحرا۔ مدینہ میں کچھ گھبراہٹ تھی۔ پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارا ایک گھوڑا استعار لیا جس کا نام مندوب تھا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم نے کوئی گھبراہٹ کی بات نہیں دیکھی۔ اور ہم نے تو اس گھوڑے کو سمندر پایا ہے۔ یعنے نہائت تیز و تند۔ حضرت انس نے ایک حدیث میں اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ ایک دفعہ مدینہ میں کسی غنیم کے حملہ آور ہونے کی خبر تھی۔ اور مسلمانوں کو ہر وقت اس کے حملہ آور ہونے کا انتظار تھا۔ ایک رات اچانک شور ہوا۔ اور دور کچھ آوازیں سنائی دیں صحابہ فوراً جمع ہونے شروع ہوگئے۔ اور ارادہ کیا۔ کہ جمع ہو کر چلیں اور دیکھیں کہ کیا غنیم حملہ آور ہونے کے لئے آرہا ہے وہ تو ادہر جمع ہوتے اور تیار ہوتے رہے۔ اور ادہر رسول کریم بغیر کسی کو اطلاع دئے ایک صحابی کا گھوڑا لے کر سوار ہو کر جدہر سے آوازیں آرہی تھیں۔ ادہر ہو کر لوٹ بھی آئے۔ اور جب لوگ تیار ہو کر چلے تو آپ انہیں مل گئے۔ اور فرمایا کہ گھبراہٹ کی تو کوئی وجہ نہیں۔ شور معمولی تھا۔ اور اس گھوڑے کی نسبت فرمایا۔ کہ بڑا تیز گھوڑا ہے۔ اور سمندر کی طرح ہے یعنی لہریں مار کر چلتا ہے ✦

اس واقعہ سے ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ آپ کیسے دلیر و جری تھے۔ کہ شور سنتے ہی فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی خبر لینے کو چلے گئے۔ اور اپنے ساتھ کوئی فوج نہ لی۔ لیکن جب اس واقعہ پر نظر غائر ڈالی جائے۔ تو چند ایسی خصوصیات معلوم ہوتی ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے اس واقعہ کو معمولی جرأت اور دلیری کا کام نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ یہ واقعہ خاص طور پر ممتاز معلوم ہوتا ہے ✦

اول امر جو قابل لحاظ ہے یہ ہے کہ جرأت و دلیری دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جو بعض اوقات بزدل سے بزدل انسان بھی دکھا دیتا ہے۔ اور اس کا اظہار کمال مایوسی یا انقطاع اسباب کے وقت ہوتا ہے۔ اور ایک وہ جو سوائے دلیر اور قوی دل کے اور کوئی نہیں دکھا سکتا ہے۔ پہلی قسم کی دلیری ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایسے ایسے جانوروں سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے جو جرأت کی وجہ سے مشہور نہیں ہیں مثلاً مرغی ان جانوروں میں سے نہیں ہے۔ کہ جو جرأت کی صفت سے متصف ہیں بلکہ نہائت ڈرپوک جانور ہے۔ مگر بعض اوقات جب بلی یا چیل اس کے بچوں پر حملہ کرے۔ تو یہ اپنی چونچ سے اس کا مقابلہ کرتی ہے۔ اور بعض اوقات تو ایسا بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ چیل مرغی کا بچہ اٹھا کر لیگئی تو وہ اس کے پیچھے اس زور سے کودی۔ کہ دو دو گز تک اس کا مقابلہ کیا حالانکہ مرغی لڑنیوالے جانوروں میں سے نہیں ہے۔ مرغی تو خیر پھر بھی بڑا جانور ہے چڑیا تک اپنے سے کئی کئی گنے جانوروں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ مگر یہ اسیوقت ہوتا ہے۔ جب وہ دیکھ لے۔ کہ اب کوئی مفر نہیں اور میری یا میرے بچوں کی خیر نہیں۔ جب جانوروں میں اس قدر عقل ہے۔ کہ وہ جب مصیبت اور بلا میں گھر جاتے ہیں۔ اور سمجھ لیتے ہیں۔ کہ اب سوائے موت کے اور کوئی صورت نہیں۔ تو وہ لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اور حتی الوسع دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ اس صفت سے کب محروم رہ سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض انسان جو معمولی اوقات میں نہائت بزدل اور کمزور ثابت ہوئے تھے۔ جب کسی ایسی مصیبت میں پھنس گئے۔ کہ اس سے نکلنا ان کی عقل میں محالات سے تھا۔ تو انہوں نے اپنے دشمنوں کا ایسی سختی سے مقابلہ کیا۔ کہ ان پر غالب آگئے۔ اور جیت گئے اور ایسی جرأت دکھائی۔ کہ دوسرے مواقع میں بڑے بڑے دلیروں سے بھی نہ ظاہر ہوتی تھی۔ پس ایک جرأت وہ ہوتی ہے جو انقطاع اسباب کے وقت ظاہر ہوتی ہے اور بزدل کو بہادر اور ضعیف کو توانا اور ڈرپوک کو دلیر بنا دیتی ہے ✦ مگر یہ کوئی اعلیٰ درجہ کی صفت نہیں کیونکہ اس میں چھوٹے بڑے ادنیٰ اور اعلیٰ سب شریک ہیں۔ قابل تعریف جرأت وہ ہے جو ایسے اوقات میں ظاہر ہو۔ کہ اسباب کا انقطاع نہ ہوا ہو۔ بہت کچھ امیدیں ہوں بھاگنے اور بچنے کے راستہ کھلے ہوں یعنی انسان اپنی مرضی سے جان بوجھ کر کسی خطرہ کی جگہ میں چلا جائے نہ یہ کہ اتفاقاً کوئی مصیبت سر پر آپڑی تو اس پر صبر کرکے بیٹھ رہے۔

اب دیکھنا چاہئے۔ کہ رسول کریم سے جو اس وقت جرأت کا اظہار ہوا ہے۔ تو یہ جرأت دوسری قسم کی ہے۔ اگر آپ اتفاقاً کہیں جنگل میں دشمن کے نرغہ میں آجاتے۔ اور اسوقت جرأت سے اسکا مقابلہ کرتے تو وہ اور بات ہوتی۔ اور یہ اور بات تھی۔ کہ آپ رات کے وقت تن تنہا بغیر کسی محافظ دستہ کے دشمن کی خبر لینے کو نکل کھڑے ہوئے۔ اگر آپ نہ جاتے تو آپ مجبور نہ تھے۔ ایسے وقت میں باہر نکلنا افسروں کا کام نہیں ہوتا صحابہ آپ خبر لاتے اور اگر جانا ہی تھا۔ تو آپ دوسروں کا انتظار کر سکتے تھے۔ مگر وہ قوی دل جس کے مقابلہ میں شیر کا دل بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس بات کی کیا پرواہ کرتا تھا۔ شور کے سنتے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر خبر لانے کو چل دئیے۔ اور ذرا بھی کسی قسم کا تردد یا فکر نہیں کیا۔

دوسرا امر جو اس واقعہ کو ممتاز کر دیتا ہے یہ ہے کہ آپ نے ایسے وقت میں ایسا گھوڑا لیا جس پر سواری کے آپ عادی نہ تھے۔ حالانکہ ہر ایک گھوڑے پر سوار ہونا ہر ایک آدمی کا کام نہیں ہوتا ایسے خطرہ کے وقت ایک ایسے تیز گھوڑے کو لیکر چلے جانا جو اپنی سختی میں مشہور تھا۔ یہ بھی آپ کی خاص دلیری پر دلالت کرتا ہے۔

تیسرا امر جو اس واقعہ کو عام جرأت کے کارناموں سے ممتاز کرتا ہے وہ آپ کی حیثیت ہے اگر کوئی معمولی سپاہی ایسا کام کرے تو وہ بھی تعریف کے قابل تو ہوگا مگر ایسا نہیں ہو سکتا جیسا کہ افسر یا بادشاہ کا فعل کیونکہ اس سپاہی کو وہ خطرات نہیں جو بادشاہ کو ہیں

تادیب النساء

"الرجال قوامون علی النساء"

مغربی تہذیب کے دلدادہ اس کے یہ معنے کریں گے۔ کہ مرد عورتوں کے خدمتگذار ہیں۔ مگر اس کے ساتھ بما فضّل اللّٰہ بعضھم علی بعض و بما انفقوا من اموالھم۔ (اس وجہ سے کہ اللّٰہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور اس لئے کہ وہ اپنے مالوں سے خرچ کرتے ہیں) جو فرمایا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہاں الرجال کی فضیلت کا اظہار مقصود ہے۔ ورنہ کلام بالکل بے ربط ہو جاتا ہے۔ اور اللّٰہ کی شان اس سے بلند ہے۔ کہ اس کے کلام پاک میں بے ربطی پائی جائے۔ قرآن مجید کا تو ایک ایک کلمہ بلاغت میں ڈوبا ہوا ہے۔

یہاں مردوں کو عورتوں پر نگران مقرر فرمایا۔ اور اس کی وجہ بتا دی۔ کہ بوجہ قوائے جسمانیہ و روحانیہ اور نان و نفقہ کے ذمہ دار ہونے کے وہ حکومت کا حق رکھتے ہیں۔ اب آگے چلکر اس حکومت کا طرز بھی بتایا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر فرمایا ہے۔ کہ...... ایک بی بی کیسی ہونی چاہئے + ارشاد ہوتا ہے۔ فالصلحٰت قٰنتٰت حٰفظٰت للغیب بما حفظ اللّٰہ۔ عورتیں ہے۔ کہ عورتیں جو کام کریں۔ ان میں سنوار اور سلیقہ پایا جائے۔ اور عمدہ نتائج مرتب کرنے والا ہو۔

دوم ان کے ہر قول و فعل میں فرمانبرداری کی شان پائی جائے اور وہ اپنے شوہروں کی عدم موجودگی میں بھی ان کے ناموس کی محافظ ہوں۔ ان سے کوئی بات سرزد نہ ہو۔ جس سے ان پر یا ان کے شوہر پر کسی قسم کا حرف آئے۔ بلکہ وہ اپنے خاوند کی پوزیشن کو اعلیٰ وارفع بنانے والی ہوں۔ اور اس کے نیک مقاصد و مطالب و اشغال میں، اس کی ممد و معاون ہوں +

اور جو ایسی نہ ہوں۔ ان کو سیدھا کرنے کے لئے اللّٰہ تعالےٰ عورتوں کے نگران ان کے شوہروں کو فرماتا ہے کہ

فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن۔ پہلے ان کو خوب نصیحت کرو۔ ایک بار نہیں دو بار نہیں کئی بار۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ اور جس پیرائے میں مناسب ہو انہیں ان کے نقصوں پر اطلاع دو۔ شریف مزاج سلیم الفطرت بیبیاں تو فوراً اصلاح کر لیں گی۔ اور جو وعظ و نصیحت کو ماننے والی نہیں پھر ان کا علاج یہ ہے۔ کہ ان کی خوابگاہ میں جانا ترک کر دو۔ یہ بھی ایک سزا ہے۔ اور ایک شریفہ کے لئے اس کی غلطی پر اسے متنبہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ جو اس سے بھی نہ مانے۔ تو ایسی مار بھی جائز ہے۔ جس سے بدن پر نشان نہ پڑے یا کسی ہڈی یا عضو کو نہ توڑ دے۔ پھر اگر وہ اطاعت کے لئے اپنے آپ کو آمادہ ظاہر کریں تو پھر تمہیں کوئی حق نہیں۔ کہ خواہ مخواہ کی ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہو۔ کہ وہ تمہاری لونڈیاں نہیں۔ بلکہ ایک ایسا مکتب ہے جس میں ایک کو دوسرے پر نگران حال مقرر کیا گیا ہے۔ علو اور کبریائی تو صرف اللّٰہ ہی سے سزاوار ہے۔ جو ضعیف البنیان ہے اور خود غلطی پر غلطی کرتا ہے۔ اسے کیا حق ہے۔ کہ اپنی ہم جنس کو ان باتوں میں معذور نہ سمجھے۔ جنہیں خود بھی اپنے آپ کو ایک آقا کے سامنے قصوروار پاتا ہے۔ اور اس کو کما حقہ بجالانے سے معذور رہے۔ ان اطعنکم میں حق سبحانہ و تعالےٰ نے یہ بتا دیا ہے۔ کہ اطاعت کا مادہ ہونے کے باوجود کسی قصور پر سختی کرنے کی اجازت نہیں۔ جب تک واقعہ میں بدنیتی یا دیدہ دانستہ لاپرواہی کا ثبوت نہ مل جائے۔

(۳) اگر معاملہ اس سے بھی بڑھ جائے۔ اور میاں بی بی باہم مصالحت نہ کر سکیں۔ تو پھر جلد بازوں کیطرح یہ نہیں کہ طلاق پر تیار ہو جائیں۔ یا ہر روز شور و فساد سے گھر کو تماشہ گاہ بنائے رکھیں۔ بلکہ چاہئے کہ ایک منصف اپنے قبیلہ کا اور ایک بیوی کی طرف سے مقرر کیا جائے۔ وہ بہ نیت اصلاح اس معاملہ پر غور کریں۔ اور فریقین میں جو جو کسی کا قصور ہو۔ اس کی طرف توجہ دلادیں۔ اللّٰہ تعالےٰ موافقت پیدا کر دے گا۔ اگر کوئی فریق اللّٰہ کے لئے اپنے کسی مطالبہ یا حق کو چھوڑ دے گا۔ یا کوئی فریق واقع میں مظلوم ہوگا۔ اور وہ اسے ثابت کر سکے۔ اور اس طرح پر قابل ملامت قرار پایا ہے۔ اور بیچارہ ہو کر چھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرتا ہے تو اس کا اجر اللّٰہ پر ہے کیونکہ وہ نیتوں کو جاننے والا اور پوشیدہ سے پوشیدہ حالات سے باخبر ہے۔ یہ فیصلہ کا ایک ایسا طریق ہے۔ کہ حاکم و محکوم کے ہر معاملہ میں اس اصل پر چلیں۔ تو تمام گھروں اور مقاموں میں امن و امان پھیل جائے۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس سے بہتر یا کم از کم ایسا مکمل اور مفید و عمدہ ضابطہ کسی کتاب نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس وقت کئی مذہب اپنے اپنے مذہب کو بہتر ادیان عالم ثابت کرنے میں ساعی ہیں۔ وہ نکتہ چینی کی بجائے میاں بی بی کے تعلقات کے ہر شعبہ کی نسبت ایسا ضابطہ تو پیش کریں۔ افسوس کہ مسلمانوں نے اس ضابطہ کی قدر نہ کی اور نقصان اٹھایا کم از کم احمدی خاندانوں میں اس پر عمل ہونا چاہئے۔ تاکہ ان سے گھر جنت بن جائیں +

مثلث متساوی الاضلاع یعنی چند امور کی اطلاع

جو دل دیا ہے تو جان کیوں فدا نہیں ہوتی
یہ آرزو میری پوری خدا! نہیں ہوتی

ہمارے سامنے جب تک وہ روئے روشن ہے
نماز شام ہماری قضا نہیں ہوتی

بلائیں زلف کی جبتک بار بار لے لوں
نماز صبح بھی میری ادا نہیں ہوتی

ہر ایک کوہ نہیں کوہ طور بن جاتا
ہر ایک غار بھی غار حرا نہیں ہوتی

یہ مانتا ہوں کہ عالم ہے تو مگر ملاں!
زکوٰۃ کیوں ترے گھر سے ادا نہیں ہوتی

نہ جس میں ساتھ ملانے کی کوئی طاقت ہو
کچھ اور ہوتی ہے وہ کہربا نہیں ہوتی

ہزار نغمۂ دلکش سنائے جاتے ہیں
مگر وہ طرز نو میرزا نہیں ہوتی

سنا کے آیت تبت یدا کہا میں نے
جو بولہب نے اس میں حیا نہیں ہوتی

سلوک تو نے جو اکمل سے ان دنوں ہیں کیا
ہے اس کا نام جفا یہ وفا نہیں ہوتی

---

(۲)

ہم تو سمجھے تھے کہ وہ عیاریاں جاتی رہیں
راکھ بالکل ہو چکی چنگاریاں جاتی رہیں

دشمنوں نے دشمنی کی ہے تو اس کا غم نہیں
اپنے بعض احباب کی دلداریاں جاتی رہیں

مست صہبائے محبت پھر رہے ہیں ہوشیار
غافلوں سے بھی وہ سہل انگاریاں جاتی رہیں

آجکل یہ حال ہے مادر پدر آزاد ہیں
کیسے برخوردار برخورداریاں جاتی رہیں

وہ بھی دن تھے عیب پوشی شیوۂ اخوان تھا
نکتہ چینی بڑھ گئی ستاریاں جاتی رہیں

پہلے پہلے تو مدارات ندیماں فرض تھی۔
کام جب نکلا تو خاطر داریاں جاتی رہیں

سرکشی مولیٰ سے کی کھینچے گئے سر دار پر
آفتیں نازل ہوئیں سرداریاں جاتی رہیں

بتکدوں پر سطوت محمود جب غالب ہوئی
بت پرستی اٹھ گئی بدکاریاں جاتی رہیں

آگ بھڑکا کر جلاتے ہیں دلوں کو اور پھر
کہتے ہیں اکمل کہ خوش گفتاریاں جاتی رہیں

[illegible] سلسلہ پھر دکھایا جائیگا

قوم کا لیڈر کون ہونا چاہئے

آج کل اخبارات میں یہ سوال چھڑا ہوا ہے۔ کہ لیڈر کیسا ہونا چاہئے۔ کیا ایسے اشخاص قوم کے لیڈر بننے کے مستحق ہیں جو اپنی آراء کو قوم کی طرف سے بتا کر گورنمنٹ کے آگے پیش کر دیتے ہیں۔ کہ یہ قوم کے خیالات ہیں۔ حالانکہ قوم کو محض ان سے بے خبری اور ناواقفی ہوتی ہے۔ اور وہ خود بخود مان نہ مان میں تیرا مہمان قوم کے لیڈر بن جاتے ہیں اور پھر قوم کو خوش کرنے کے لئے انہیں ایسے ٹاپک اور مضامین مل جاتے ہیں۔ جنسے وہ قوم کو جو کہ سفید و سیاہ میں بہت ہی کم امتیاز کر سکتی ہے۔ ان کا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ قوم کے جوش کو ہمیشہ ابھالتے رہیں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ قوم میں اکثر حصہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے مقلد ہوتے ہیں۔ وہ خود اپنی کوئی رائے نہیں رکھتے۔ اس لئے اکثر عوام جو کہ کالانعام ہوتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں میں مل جاتے ہیں۔ اور ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ اور خود کبھی نہیں سوچتے۔ کہ ایسے لوگوں کے کیا اغراض اور مقصد ہوتے ہیں نہ ان کی آراء پر غور کر سکتے ہیں۔ اور نہ اس قابل ہوتے ہیں۔ کہ ان پر غور کریں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جو چاہتے ہیں۔ کہ قوم کی اصلی حالت کو حکومت کے سامنے رکھیں۔ اور ان کی بہبودی اور رفاہ کے لئے جو امور ضروری ہوتے ہیں۔ اور جن سے قوم ترقی کے مدارج اعلیٰ طے کر سکتی ہے۔ ایسے وسائل ان کے لئے بہم پہنچائے جائیں۔ جنسے قوم کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔ بلکہ بجائے اس کے اس کو نفع کثیر کا وارث بنایا جاوے*

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ عبدة الدینار اور عبدة الدراھم لوگ دنیا میں بہت ہیں۔ جو لوگ دنیا کے پیچھے پڑتے ہیں۔ دنیا ان سے بھاگتی ہے۔ وہ دنیا کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ اور جو لوگ دنیا کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ دنیا ان کی طرف آتی ہے۔ مگر وہ دنیا کو نہیں قبول کرتے۔ سو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو لوگ اپنی شہرت مدنظر رکھتے ہیں۔ اور قوم کے کام اس لئے سر انجام دیتے ہیں۔ کہ وہ لیڈر بن جاویں اور بڑے زور و شور سے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اور ناموری حاصل کرتے ہیں۔ اور اس کے صلہ میں حکومت سے بھی صلے اور انعامات انکو عطا کئے جاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ قوم پر احسان کرنے کے لئے اس لیڈر کو کسی معزز عہدے پر ممتاز کر دیتی ہے۔ یا خطاب اور لقب سے اس کو مالامال کر دیتی ہے۔ تو وہ لوگ جو صاحب الغرض ہوتے ہیں وہ یہاں پہنچکر اپنے معراج ترقی کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اور پھر قوم کے تھئیٹر سے اپنا پارٹ ایکٹ کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اور قوم کی پھر خبر تک نہیں لیتے۔ وہی قوم جسکو قوم قوم کر کے اپنی کوٹھیوں پر جلسے کرتے رہتے تھے۔ انہیں بالکل بھول جاتی ہے۔ اسی وقت تک قوم قوم تھی۔ جب تک انہیں سرکار عالیہ سے خطاب یا عہدہ عطا نہیں ہوا تھا۔ وہ قوم کے بہی خواہ اور دردمند جو کچھ کہو سب کچھ تھے۔ کیا کوئی سلیم الفطرت انسان ایسوں کو قوم کا لیڈر کہہ سکتا ہے۔ یا کیا وہ اخبار نویس ہیں۔ جو ایسے مضامین قوم کے ابھالنے کے لئے چھتے رہتے ہیں۔ جن سے قوم خوش ہو جاوے۔ اور انہیں جوش و خروش پیدا ہو۔ اور یہ بھی نہیں سوچتے۔ کہ آیا ایسا کرنا انہیں شرعیتہً جائز بھی ہے یا نہیں ایسے لوگ لیڈر قوم نہیں بن سکتے۔ حاشا و کلا*

قوم کے لیڈر وہ بن سکتے ہیں۔ جو بلا کسی غرض نفسانی کے قوم کے خادم ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ سید القوم خادمھم۔ قوم کے سردار انکے خادم ہوتے ہیں جو لوگ قوم کے سچے خیرخواہ اور ناصح ہوتے ہیں۔ وہ قوم کی اصلی اور واقعی خیرخواہی چاہتے ہیں۔ ان کی نفسانی غرض اس میں بالکل نہیں ہوتی۔ وہ کسی فرد بشر کی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ کوئی کیا کہیگا۔ وہ اپنا مشورہ پبلک میں شائع کر دیتا ہے۔ خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ اکثر لوگ محض بھیڑ کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ دوراندیش نہیں ہوتے۔ اور وہ واقعات سے نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگ زیادہ شور و غل مچانے والوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ اور بغیر سوچے سمجھے اور تنقید کے ان کی رائے پر صاد کر دیتے ہیں۔ اس لئے اکثر دفعہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے لوگ لوگوں میں زیادہ تر ہردلعزیز بن جاتے ہیں۔ اور عوام الناس میں ان کی بہت شہرت ہو جاتی ہے ان دی شارٹ رن ایسے لوگ قوم کے لیڈر بنے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن زمانہ خود بتا دیتا ہے۔ کہ ایسے لوگ لیڈری کے قابل نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ اپنے اغراض اپنے پیش نظر رکھتے ہیں۔ جس طرح ان کو اپنے اغراض پورے ہوتے نظر آتے ہیں۔ وہ طریقے اور راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ مگر سچے ناصح اور خیرخواہ وہ ہوتے ہیں۔ جو قوم کے قوام اور قیام کے لئے سچی ہمدردی سے کام لیتے ہیں۔ اور اس میں کسی سے نہیں ڈرتے۔ اور ان کو کوئی اپنی غرض نہیں ہوتی۔ وہ کسی کے ہٹانے سے قوم کی خیرخواہی کو خیرباد نہیں کہتے۔ بلکہ ان کی فطرت میں خیرخواہی خلائق ہوتی ہے۔ وہ کسی طرح سے بھی قوم کے بدخواہ نہیں ہوتے۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ قوم ہر طرح سے خوش و خرم رہے۔ اور ہمیشہ ترقی کرتی جاوے۔ قوم کو دینی و دنیوی ہر دو امور اور حالات میں قوم کی رہبری کر سکیں۔ لیڈر انگریزی لفظ ہے۔ اس کے معنے ہیں۔ قوم کو ہدائیت کرنیوالا۔ عربی میں اس کا ہم معنی لفظ امام ہے۔ امام کہتے ہیں نمونہ اور اسوہ کو۔ پس قوم کا امام اور لیڈر وہ ہو سکتا ہے۔ جو کہ ہر امر میں قوم کے لئے ہادی اور نمونہ بن سکے۔ محض خشک لفاظی اور عبارت آرائی اور لکچراری کسی کام کی نہیں ہو سکتی۔ جب تک افعال ان کے اقوال کی تصدیق نہ کریں۔ پس زبان دراز ہونا اور صحاب ہونا کسی کام نہیں آتا۔ قوم کا لیڈر وہ ہو سکتا ہے۔ جو کہ قوم کی کتاب مقدس سے خوب واقف ہو۔ قوم کے مذہب سے خوب ماہر ہو کسی حکم کو وہ بنظر استخفاف نہ دیکھے۔ اور کسی حکم کے عملدرآمد میں اس کو لیت و لعل نہ ہو۔ اور ضرور ہے کہ قوم کے سچے لیڈروں کو تکالیف اور آلام کا سامنا کرنا پڑے۔ اور اس لئے ان میں استقلال و صبر کا ہونا بہت ہی ضروری امر ہے۔ "وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون"۔ اس آئت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے لیڈروں کے صفات بیان فرمائے ہیں۔ لوگوں کے وہ رہنما ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالےٰ کے امر کے ساتھ لوگوں کو ہدائت دیتے ہیں۔ اور مخالفت کے وقت صبر سے کام لیتے ہیں۔ اور تیسری ان میں یہ صفت ہوتی ہے۔ کہ اللہ کی آیات کے ساتھ ان کو یقین کامل ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کے نزدیک لیڈروں میں تین باتیں ہونی بڑی ضروری ہیں وہ اپنی طرف سے اور اپنی نفسانی غرض کے ماتحت کچھ نہ کہیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ماتحت کہیں۔ جو کچھ انہیں کہنا ہے۔ ان کی مخالفت ہونی ضروری ہے۔ تاکہ انہیں پتہ لگ جائے۔ کہ جس بات کی وہ تلقین کرتے ہیں۔ آیا وہ اس پر مستحکم طور پر قائم ہیں۔ یا نہیں۔ انہیں خود بھی آیات الٰہی پر یقین اور ایمان ہونا چاہئے

اس وقت ہند میں شور و شغب کرنے والے لیڈر بننے کے شائق عموماً شریعت غراء اسلامیہ سے ناواقف اور نابلد محض ہوتے ہیں۔ انہیں صرف یورپی سیاست اور پولٹیکس آتے ہیں اور وہ بھی ناقص اور ادھورے۔ محض مل کی کتب پڑھ کر لبرٹی کے فوائد انہوں نے پڑھے ہوتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ نہیں جانتے۔ الاماشاء اللہ اسلامی قوانین سے بالکل معرا اور کورے ہوتے ہیں۔ قرآن شریف جیسی ضروری کتاب کو نہ خود پڑھتے ہیں۔ نہ دوسروں کو پڑھاتے اور سناتے ہیں۔ اسلامی کوچہ سے وہ بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ ایسے لیڈروں کا نقشہ خود قرآن شریف

میں کمول کرتیا یا گیا ہے۔ وبرزوا اللہ جمیعاً فقال الضعفاء للذین استکبروا انا کنا لکم تبعاً فھل انتم مغنون عنا من عذاب اللہ من شیء قالوا لو ھدانا اللہ لھدیناکم سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص + اللہ کے سامنے تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ کمزور بڑوں کو کہیں گے۔ کہ ہم تمہارے تابع تھے۔ اور تم ہمارے لیڈر رہتے۔ کیا تم ہم کو اللہ کے عذاب سے کچھ بھی بچا سکتے ہو۔ وہ لیڈر اور اکابر قوم جواب دیں گے۔ اگر ہم کو اللہ ہدایت دیتا۔ ہم تمہیں ہدایت دیتے۔ ہم پر برابر ہے۔ ہم گھبرائیں یا صبر کریں۔ ہمیں کوئی جائے فرار نہیں۔ اب جائے غور ہے۔ کہ کیا آج کل مسلمانان ہند کی کشتی کے جو ناخدا بنے ہوئے ہیں۔ انہیں کوئی دین سے مس ہے۔ اور خود تعلیم اسلام پر عمل پیرا ہیں۔ اور خود انہیں آیات قرآن پر یقین کامل ہے۔ مسلمانوں کی بعینہٖ وہی حالت ہوگئی ہے۔ جس کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ ایک زمانہ آئیگا۔ کہ لوگ فتوے دیا کریں گے۔ بغیر کسی علم کے اور لوگوں میں علم نہیں رہیگا۔ اور نہ ان میں کوئی عالم رہیگا۔ لوگ اس وقت جہال کو اپنا رئیس بنائینگے۔ کیا وہ لوگ جو یورپ کے دلدادہ ہیں۔ ان میں کتنے ہیں جو اپنے دین سے واقف ہیں۔ کیا وہ اس وعید کے نیچے نہیں ہیں +

اسلامیوں میں دین اور دنیا الگ نہیں ہیں کیونکہ تمام امور اور کام جو اللہ تعالےٰ کے لئے کئے جاویں۔ وہی عین دین ہوتے ہیں۔ اور ابتداء اسلام میں خود امام یا لیڈر سب کاموں کا پیشوا ہوا کرتا تھا۔ بادشاہ خود نماز پڑھایا کرتے تھے۔ اور خطبات بھی وہی پڑھا کرتے تھے۔ مگر مرور زمانہ کے ساتھ یہ دونوں محکمے الگ ہوتے گئے۔ اور دین میں سستی پڑتی گئی۔ اور اسی نسبت کے ساتھ دنیاوی کاموں میں بھی مسلمان ضعیف اور کمزور ہوتے گئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور + اللہ تعالیٰ اس کو ضرور مدد کرے گا۔ جو اس کو مدد دیگا۔ تحقیق اللہ طاقتور غالب ہے۔ یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ اگر ہم ان کو زمین میں طاقت اور تمکن عطا کریں۔ وہ نمازوں کو قائم کریں گے۔ زکوٰۃ دیں گے۔ اور نیکی کا حکم کریں گے۔ اور بدی سے روکیں گے۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو اسی وقت مدد الٰہی ملسکتی ہے۔ جبکہ وہ نماز پڑھیں زکوٰۃ دیں۔ امر بالمعروف کریں۔ اور بُرے کاموں سے روکیں۔ مگر آجکل کے لیڈر کیا ان امور کے پابند ہیں۔ خود وہ اچھے کام نہیں کرتے۔ دوسروں کو کیا کہیں گے۔ اور بُرے کاموں سے دوسرے کو کیا روکیں گے۔ خود بُرے کاموں کا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی جدوجہد اسی وقت عنداللہ مشکور ہو سکتی ہے۔ جبکہ وہ لیڈر کے ماتحت ہو کر کام کریں۔ الامام جنۃ یقاتل من ورائہ۔ ضروری ہے کہ امام اعلےٰ درجہ کے اخلاق سے متحلی ہو۔ اور تزکیہ نفس حاصل کر چکا ہو۔ اور دوسروں کے لئے وہ مزکی بن سکے۔ امام میں تحمل اور بردباری شرط ہے۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک + اللہ کی رحمت ہے کہ تو ان کے لئے نرم ہے۔ اور اگر تو سخت اور سنگدل ہوتا۔ تو تیرے پاس سے یہ ضرور بھاگ جاتے۔ استقلال اور صبر اس میں کامل درجہ کا ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہوتا ہے۔ اس لئے اسے صبر کی سخت ضرورت ہے۔ واصبر وما صبرک الا باللہ۔

امام بڑا ہوشیار اور بیدار ہونا چاہئے۔ اسے قوم کی ضروریات کا احساس اور لوگوں سے پہلے اور بڑھ کر ہونا چاہئے۔ اور زمانہ کے حالات سے خوب واقف ہو۔ امام کے لئے مالدار ہونے کی شرط نہیں ہے۔ کہ بہت مالدار ہی لیڈر ہو سکتا ہے لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم + اللہ کا فضل ہوا۔ کہ تمام لوگوں میں الفت ڈال دی۔ ورنہ مال سے یہ الفت کبھی نہیں حاصل ہو سکتی تھی بلکہ تکالیف قومی اس پر گراں گذرنی چاہئیں۔ اور قوم کی تکلیف وہ اپنی تکلیف سمجھے۔ عزیز علیہ ما عنتم۔ تمہاری تکلیف اس پر گراں اور بھاری گذرتی ہے۔ اور قوم کی ترقی کا خواہاں اور حریص ہو۔ حریص علیکم۔ قوم کی ہمدردی اور خیرخواہی میں وہ اپنے نفس کی ذرا بھی پرواہ نہ کرے۔ لعلک باخع نفسک علے آثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا۔ شائد تو اپنے آپ کو افسوس سے ہلاک کردیگا۔ اس لئے کہ یہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے +

پس مسلمانوں کی ترقی کا راز تمام دنیا کی طرح صرف اسی فقرہ میں مضمر نہیں ہے کہ خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی خود مدد کرتے ہیں۔ بلکہ ان کی ترقی مندرجہ ذیل فقرے کے ساتھ وابستہ اور منحصر ہے۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم اگر تم اللہ کی مدد کرو گے۔ اور اس کے دین کو دنیا میں پھیلاؤ گے۔ تو وہ تمہاری مدد کریگا۔ اور تمہارے قدم جما دیگا۔ مسلمانوں کے لیڈر کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ با خدا ہو۔ اس میں مخلوقات کی ہمدردی اور خیرخواہی کوٹ کوٹ کر بھری ہو۔ استقلال اور عقد ہمت میں بے نظیر ہو۔ مذہب اسلام کا حامی اور ذب کرنے والا ہو۔ اور قومی احساس اور بیداری میں سب سے فائق ہو۔ قومی تکالیف اس پر گراں گذریں۔ قوم کے لئے راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگے۔ اور اپنا تمام وقت جان و مال قوم کی خدمت میں خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے۔ عظمت الٰہیہ اور شفقت علے مخلوق اللہ اس کے اخلاق بن گئے ہوں۔ اور اس وقت تمام دنیا بھر میں صرف ایک ہی امام ہے۔ جس کو کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسند پر سرفراز فرمایا۔ اور وہ نور الدین ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام +

صدائے بازگشت

ملت احمد کے ہمدردوں میں غمخواروں میں ہو
بیوفاؤں میں نہیں ہو تم وفاداروں میں ہو
فخر ہے تم کو کہ ہو تم خدمت سرکار میں
ناز ہے تم کو کہ اس کے نازبرداروں میں ہو
سر میں ہے جوش جنوں دل میں بھرا ہے نور علم
تم نہ دیوانوں میں شامل ہو نہ ہشیاروں میں ہو
پوچھتا ہے کوئی تم سے کیوں ترا آنا ہوا
کیا کہو گے تم کہ تم اس کے طلبگاروں میں ہو
ہم نے مانا حق نے دی ہیں نعمتیں تم کو بہت
پر تمہیں کیا تم تو خود حق کے طلبگاروں میں ہو
ہے یہ اقرار گناہ سب کسر نفسی کے سبب
میں بھلا کیوں کر یہ مانوں تم گنہگاروں میں ہو
حملہ کرتا ہے اگر دشمن تو کرنے دو اسے
وہ ہے دشمن اور تم تو یار کے یاروں میں ہو
ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں جس کے سایہ سے
تم تو اس روئے منور کے پرستاروں میں ہو
خواب غفلت اہل دنیا پر گو طاری ہو گو
پر نہیں ہو جاگتے ہیں تم تو بیداروں میں ہو
ہو وہ دیوانے کہ ہشیار و نیسے عاقل تر ہو تم
اور اگر بیمار ہو تو حق کے بیماروں میں ہو
دشمنوں کو چاہئے ہو جائیں وہ غم سے ہلاک
میرے پیارے حبیب کہ تم اللہ کے پیاروں میں ہو
دشمن حق کر رہا ہے عاقبت اپنی خراب
کیا خبر اس کو کہ تم کس کے جگر پاروں میں ہو
ساری دنیا چھوڑ دے پر ہم نہ چھوڑیں گے تجھے
باوفا ہیں ہم ادھر تم بھی وفاداروں میں ہو
ہو رہے ہو مست دید چشم مست یار میں
لوگ یہ سمجھے ہوئے بیٹھے ہیں مے خواروں میں ہو

(چپاہ محبت)

اختلاط

انسان کی طبیعت پس و پیش کے اثرات سے بہت متاثر ہوتی ہے۔ بہادر اقوام ہندوستان کی اقوام کے ساتھ مل جل گئیں۔ تو شجاعت کے جوہر کھو بیٹھیں جن کی وجہ سے وہ ان پر حکمرانی کرتی تھیں۔ اور مرور زمانہ کے بعد حکمرانی کے قوی ان سے مفقود ہوگئے اس لئے وہ ایک دو نسل کے بعد خود مفتوح بن گئیں۔ آجتک ہندوستان میں یہی کشمکش جاری رہی۔ حتیٰ کہ پرے کے اہل جزیرہ نے ہندوستان کو اپنے قبضہ میں لیا۔ انہوں نے یہ زرین اصل بنایا۔ کہ اعلےٰ عہدہ داران یہاں پانچ چھ برس کے عرصہ سے زیادہ نہ رہیں۔ تاکہ مرکز مدبران قوم سے خالی نہ ہوجاوے۔ اور شجاعت اور حکمرانی کی قابلیتیں قوم کے افراد میں سے جاتی نہ رہیں۔ اور قوم میں لائق اور قابل افراد ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ خاتم النبیین رسول رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی اصل کو قائم فرمایا تھا۔ جبتک اسلامیوں نے اس پر عمل کیا۔ ان کا لوہا دنیا کا اکثر حصہ مانتا تھا۔ مگر جب اس میں کوتاہی ہوتی گئی مسلمان اس نافرمانی کی سزا کا مزا چکھتے گئے۔ فرمایا تھا۔ کہ مرکز اسلام مدینہ ہی ہونا چاہئے۔ والمدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون مگر اس صریح حکم کے خلاف بڑے بڑے مدبران معہ اپنے قبائل کے مدینہ سے رحلت کرتے گئے۔ اور مدینہ خالی ہوتا گیا۔ یہانتک نوبت پہنچی۔ کہ خلیفہ کو مدینہ چھوڑنا پڑگیا۔ پھر دنیا جانتی ہے اس کے بعد جو ہوا۔

۲۳؍ اکتوبر کو ملک معظم نے ٹائمز میں اپنا حکم نافذ فرمایا سر بوچیمپ ڈف کمانڈر انچیف افواج ہند مقرر کئے گئے ہیں۔ اور ۲۴؍ اکتوبر کو محکمہ جنگی نے اس بات کا اعلان کردیا ہے۔ جنرل سر بوچیمپ ڈف۔ جی۔ سی۔ بی۔ کے۔ سی۔ ایس آئی سی۔ آئی۔ ای ۱۸۵۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اور انہوں نے اپنی خدمات کا کثیر حصہ ہند میں صرف کیا ہے۔ میدان جنگ میں وہ کبھی اعلیٰ رتبہ پر ممتاز نہیں ہوئے۔ لیکن انہوں نے افغانستان و وزیرستان اور جنوبی افریقہ میں بڑی اعلیٰ خدمات کی ہیں۔ اور ہند کی بعض بڑی ضروری جگہوں کو زیب تن کیا ہے۔ جنرل سٹاف کے وہ اعلےٰ افسر رہ چکے ہیں۔ اور لارڈ کچنر سے بہت اختلاط رکھتے رہے ہیں۔ اور ملک معظم کے اس جدید تقرر سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کی آرزو ہے کہ وہ لارڈ کچنر کی اصلاحات اور تدابیر کو عملی پیرایہ میں ملبوس کرے۔ جہاںتک واقعات اور حالات اجازت دے سکتے ہیں۔ سر بوچیمپ ڈف کی ہندوستان کی جنگی حالت سے پوری واقفیت افواج ہند کا پورا علم اور ناظمانہ قابلیتیں اس کو اس اعلیٰ اور ممتاز عہدے پر خوب سجاویں گی

اس نئے تقرر نے سنت دیرینہ سے انحراف کیا ہے۔ افواج ہند کا افسر اعلےٰ برٹش سروس سے مقرر ہوا کرتا ہے۔ اسی فوج میں اس کا افسر مقرر کیا گیا ہے۔ ایسے اور قابل آفیسر میسر آسکتے تھے۔ جو کہ خدمات ہندوستان کا تجربہ رکھتے تھے۔ جیسے سر ہیملٹن سر جیمز ولکاکس سر ڈگلس ہیگ وغیرہ لیکن تمام یہ افیسر ضروری کاموں پر متعین ہیں۔ لیکن ناظمانہ حیثیت میں سر بوچیمپ ڈف سے بڑھ کر کوئی اور قابل نہیں ملتا۔ جو کہ ہندوستان کی ضروریات سے بخوبی واقف ہو۔ یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے۔ کہ سر ہیملٹن اس تقرر کا خواہاں نہیں تھا۔ اور افواج آسٹریلیا کے کام کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ اور دیگر عہدہ داران اپنی جگہوں سے جدا نہیں کئے جاسکتے تھے۔ اور غالباً یہ فرض کرنا بالکل صحیح ہوگا۔ کہ انڈیا آفس میں وائسرائے ہند اس تقرر کو بہت ہی انسب خیال فرمائیں گے کیونکہ نئے کمانڈر انچیف کو ایک ضروری کام درپیش ہے۔ ظن غالب ہے۔ کہ سر او مور کریگ آئندہ سال کے ماہ مارچ کو انگلستان واپس آئیں گے +

بیٹے نے باپ کو قتل کردیا!

ایک متمول ریندہ نامی بنیکر ۱۷ اکتوبر کی شام کو قتل ہوا۔ اس کا بیٹا ہیکس قہوہ خانے کے باہر بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے پاس سے اس کا باپ گذرا۔ بیٹا اٹھا۔ اور اس کے پیچھے سے اس پر گولی چلائی۔ اور اس کو وہیں ہلاک کردیا۔ ایسے ایسے عبرت انگیز نظارے دنیا میں اکثر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ باپ کو بیٹے نے کیوں قتل کیا لیکن واقعی یہ ایک عجیب امر ہے۔ قرآن کریم نے کیا ہی سچ فرمایا ہے۔ یاایہا الناس اتقوا ربکم واخشوا یوما لایجزی والد عن ولدہ ولا مولود ھو جاز عن والدہ شیئًا۔ ان وعد اللہ حق فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور + خواہ بیٹے کے باپ کو قتل کرنے کا کچھ ہی باعث ہو۔ مگر اللہ تعالےٰ جو سر و علن سے خوب واقف ہے۔ اپنی کتاب حمید میں اس کا خوب سبب بتایا ہے۔ اس کا ہم ذیل میں ترجمہ کردیتے ہیں۔ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ اور اس دن سے ڈرو۔ جس دن باپ اپنے بیٹے کے کام نہیں آئیگا۔ اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کام آئیگا۔ یہ دن ضرور آنے گا۔ اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے ایسے وقت دنیا میں آجایا کرتے ہیں۔ جب باپ بیٹے کے برخلاف ہوجاتا ہے۔ اور بیٹے باپ کے مخالف ہوجاتے ہیں۔ اور اس کے صرف دو ہی سبب ہوا کرتے ہیں۔ یا دنیا کی زندگی یا کسی بد فطرت خبیث روح کی بد صحبت۔ بہر حال سود خور مخبوط الحواس ہوجاتے ہیں ان کو کوئی سمجھ نہیں رہتی۔ ان سے ایسے ایسے افعال شنیعہ صادر ہوجاتے ہیں۔ کہ عقلمند انسان نہیں کرسکتا۔ ان الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس ذالک بانہم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل اللہ البیع وحرم الربوا فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتھی فلہ ماسلف وامرہ الی اللہ ومن عاد فاولئک اصحاب النار۔ ھم فیھا خالدون۔ وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں۔ نہیں کھڑے ہوتے مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان اپنی مس سے مخبوط الحواس بنا دیتا ہے۔ یہ کیوں ایسا ہوتا ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ تجارت سود کی مانند ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تجارت کو حلال ٹھہرایا ہے۔ اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے۔ پس جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آگئی۔ پس وہ باز آگیا۔ اس کے لئے جو پہلے ہوچکا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اور جو پھر بھی اس کی طرف لوٹے گا۔ وہ دوزخی ہیں۔ اسی میں رہیں گے۔ دیکھو معصیت الٰہی بہت برے نتیجے پیدا کرتی ہے۔ اس کو اس خدا نے جس کی نافرمانی وہ بنیکر کررہا تھا۔ اسی کے بیٹے سے قتل کروایا یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات۔ واللہ لایحب کل کفار اثیم۔ اللہ سود کو مٹا دیتا ہے۔ اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ایک ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔ آجکل خدا تعالےٰ نے سود کو کیسا مٹایا۔ بلکہ سود خور بھی مٹنے شروع ہوگئے ہیں کل کفار اثیم سے معلوم ہوتا ہے کہ سود خور بھی محق میں حصہ لیتے ہیں سو اب ان کھلے کھلے بینات کے ہوتے بھی لوگ سود خوری سے باز نہیں آتے خدا رحم کرے +

درخواست دعا

شیخ عبدالغنی صاحب میرٹھی جو چھاؤنی مہوہ میں رہتے ہیں۔ ان کی اہلیہ بخار و کھانسی سے بیمار ہیں۔ اپنے تمام روحانی بھائیوں سے عرض کرتے ہیں۔ کہ میری بیوی کی صحت کے لئے میرے تمام احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس مخلص بھائی کی بیوی کو صحت عطا فرماوے۔ آمین؛

خطبہ جمعہ

اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشہدان محمداً عبدہٗ ورسولہ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

اذا لقوا الذین آمنو قالوا آمنا واذا خلا بعضہم الی بعضٍ قالوا اتحدثونہم بما فتح اللہ علیکم لیحاجوکم بہ عند ربکم افلا تعقلون o الخ

انسان کے ذمے تین طرح کے حقوق ہیں۔

اول اللہ تعالےٰ کے۔ دوم اپنے نفس کے۔ سوم مخلوقات کے۔ ان حقوق کے متکفل قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ہیں۔ جناب الٰہی کے حقوق کون بیان کرسکتا ہے۔ عقل میں تو نہیں آسکتے جسطرح وہ وراء الوراء ہستی ہے اس کے حقوق بھی ویسے ہی ہیں جب انسان ایک دوسرے انسان کی رضامندی کے طریقے کو اچھی طرح نہیں جان سکتا۔ تو خدا تعالےٰ کی رضامندی کے رستوں کو کب کوئی پاسکتا ہے۔ اور جب انسان کے حقوق کو نہیں سمجھ سکتے۔ تو خدا کے حقوق کو کسطرح سمجھ سکتے ہیں +

مثلاً میں یہاں کھڑا ہوں۔ تم میری رضامندی کی راہ کو نہیں جانتے۔ تو وہ ذات جو لیس کمثلہ شیٔ ہے اس کے حقوق کیونکر انسان سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح انسان کے حقوق بھی ہیں۔ انسان بہت کچھ غلطیاں کرجاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے انسان کے لئے ایک قانون بنایا ہے۔ ایک اصحابی دن کو روزے رکھتے اور رات کو عبادت کرتے تھے۔ وہ حضرت سلیمان فارسیؓ کے دوست بھی تھے۔ ایکدفعہ سلیمان ان کے گھر تشریف لے گئے۔ تو ان کی بیوی کے کپڑے خراب تھے انہوں نے ان کی بیوی سے پوچھا۔ کہ بھاوجہ صاحبہ آپ کی ایسی حالت کیوں ہے تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ میرے کپڑوں کی حالت کیونکر اچھی ہو۔ تمہارے بھائی کو تو بیوی سے کچھ غرض ہی نہیں۔ وہ تو دن بھر روزے اور رات کو عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ حضرت سلیمان نے کھانا منگوایا اور اس دوست کو کہا۔ کہ آؤ کھاؤ۔ انھوں نے جواب دیا۔ کہ میں تو روزے دار ہوں۔ تو حضرت سلیمان نے ناراضگی ظاہر کی۔ تو مجبوراً اس صحابی نے آپکے ساتھ کھانا کھالیا پھر حضرت سلیمان نے ۔۔۔ جب رات ہوئی۔ تو ۔۔۔ چارپائی منگوا کر ان کو کہا کہ سو جاؤ۔ انھوں نے اس سے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ میں رات کو عبادت کیا کرتا ہوں تو پھر حضرت سلیمان نے ان کو زبردستی سلادیا۔ صحابہ ایسے نہ تھے۔ کہ اذا جاءھم شیٔ من الامن او الخوف اذاعوا بہ جب کوئی امن وخوف کی بات ہوتی۔ تو اسے پھیلا دیتے تھے۔ تم میں سے اکثر ایسے ہیں۔ جو بات سنی تو فوراً اس کو پھیلا دیتے ہیں۔ آخر ان کا معاملہ حضرت نبی کریم صلعم کے پیش ہوا۔ تو آپ نے اس صحابی کو فرمایا۔ کہ تمہارے متعلق ہمیں یہ بات پہنچی ہے۔ تو انہوں نے یہ عرض کیا۔ کہ بات تو جیسے حضور کو کسی نے پہنچائی ہے۔ وہ صحیح ہے۔ تب نبی کریم صلعم نے ان کو فرمایا۔ ان لنفسک علیک حقاً ولزوجک علیک حقا۔ یہ بھی فرمایا۔ تما ولعینک علیک حقاً۔ تیرے پر نفس کے بھی حقوق ہیں۔ تیری بیوی کے بھی حقوق ہیں۔ اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ (اس کی مراد اس سے یہ تھی۔ کہ میں تو خوب مضبوط ہوں۔ آپ مجھے کچھ تو اجازت دیں۔) تو نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ اچھا ایک مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو (چاند کی ۱۳۔۱۴۔۱۵) اس نے پھر کہا۔ یارسول اللہ (مطلب یہ تھا۔ کہ میں بہت طاقتور ہوں۔ آپ مجھے اور زیادہ اجازت دیں) تو نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ اچھا دو دن افطار کرکے ایک دن روزہ رکھ لیا کرو۔ اس نے پھر عرض کیا۔ یارسول اللہ تو نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ اچھا سب سے بڑھ کر تو صوم داؤدی تھا۔ تم ایک دن روزہ رکھو۔ اور ایک دن افطار کرلیا کرو۔ پھر کہا یارسول اللہ (مطلب یہ تھا۔ کہ مجھے قرآن کریم کے روزانہ ختم کرنے کی تو اجازت فرمادیں) تو نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ ہفتے میں ایک ختم کرلیا کرو۔ تو اس نے پھر عرض کیا۔ یارسول اللہ تو نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ اچھا قرآن کریم کا ختم تین دن میں کرلیا کرو۔ اس سے جلدی کی بالکل اجازت نہیں۔

جب وہ بوڑھے ہوگئے۔ تو پھر ان کو اس سے تکلیف ہوئی اور اب نبی کریم صلعم تو فوت ہوگئے ہوئے تھے۔ اب لگے رونے اور پچھتانے۔ کہ میں نے نبی کریمؐ کی اجازت کو اس وقت کیوں نہ مانا۔ جب ایسے ایسے صحابہ کو رضامندی کا پتہ نہیں لگ سکا تو تم کو کیونکر لگ سکتا ہے۔

ہم بیمار ہو جاتے ہیں یا ہمیں کوئی خوشی ہوتی ہے۔ تو تم میں سے بعض ایسے ہیں۔ (جنکا ہم سے کوئی تعلق نہیں) کہ وہ ہماری رنج وراحت میں بالکل شریک نہیں ہوتے۔ اور ہمیں پوچھتے تک نہیں۔

واذا خلا بعضہم الی بعض۔ اور جب یہ آپسمیں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ دیکھو تم نے فلاں بات جو تم کو سمجھ آگئی۔ وہ کیوں بتلائی۔ اب وہ تم کو خدا کے روبرو ملزم ٹھہرائیگا اولا یعلمون ان اللہ یعلم ما یسرون وما یعلنون۔ کیا یہ نہیں جانتے۔ کہ اللہ ان کے چھپے اور ظاہر اور ان کے سب بھیدوں کو جانتا ہے۔ تو وہ پھر چھپاتے کس سے ہیں۔

میں تم کو قرآن پڑھاتا ہوں۔ میں نے عربی کی کتابیں پڑھی ہیں مجھے تو کوئی سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ میں قرآن کریم سے سوا اور کس قسم کا وعظ کروں۔ جمعے کے خطبے ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی بات کہدیتا ہوں۔ مجھے تو قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی کتاب نظر نہیں آتی۔ میں نے کتابوں کو اسقدر پڑھا ہے۔ وہ کتابیں میرے پڑھنے کی خود گواہی دے سکتی ہیں۔ کیونکہ ان پر میں نے بڑی محنت سے یادداشتیں لکھ دی ہوئی ہیں۔ تو مجھے تو قرآن کریم کے مقابلے میں کوئی کتاب پسند نہیں آئی۔ قرآن سے ہی وعظ ونصیحت کرنا جانتا ہوں۔ میں نے دکان کھولی ہوئی ہے۔ خدا تعالےٰ نے مجھے ایسا فہم دیا ہوا ہے۔ کہ صرف قرآن کریم سے ہی میں علاج کرنا جانتا ہوں پھر بھی میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض کو ہماری تعلیم سے کچھ نفرت بھی رہی ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے ساتھ کسی حالت میں بھی شریک نہیں ہوتے۔ یہ تو پڑھے ہوؤں کا حال ہے۔ بعض ان میں سے ان پڑھ بھی ہیں۔ ان کے پاس کوئی کتاب نہیں۔ مگر اٹکل بازی سے کام لیتے ہیں۔ میرے خیال میں عیسائی مذہب بھی ایسا ہی ہے۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ ہم کلام الٰہی کے خادم ہیں۔ کوئی گورمکھی۔ کوئی اردو کوئی ہندی میں لکھ کر ان سب کو کلام الٰہی کہدیتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں۔ پھر اس کو کلام الٰہی کہدیتے ہیں۔ (لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ) اس پر دعوٰی کہ ہم کو آگ نہ چھوئے گی۔ وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ ہم جناب الٰہی کا قاعدہ بتلاتے ہیں بلیٰ من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ۔ جنھوں نے بدیاں کیں اور ان کو ان کی بدیوں نے گھیر لیا۔ تو وہی دوزخی ہیں۔ اور والذین آمنوا وعملوا الصالحات۔ جو لوگ ایمان لاتے اور عمل صالح کرتے ہیں۔ ان کو دنیا میں بھی جنت اور آخرۃ میں بھی جنت ہے +

ترکی وایرانی سرحد کا تصفیہ (قسطنطنیہ ۲۱ نومبر) ترکی وایرانی سرحد کے بارہ میں ایک قرارداد پر ترکی وزیراعظم و برٹش روسی و ایرانی سفراء کے دستخط ہوگئے۔ معینہ سرحد بہت کچھ ایران کے حق میں ہے چنانچہ تنازع اضلاع بازرگیاں۔ ترگیور۔ چہرگیوار۔ اشنو لونیادین اور میریواں کے علاوہ شط العرب سرحد کا جو انتہائی جنوبی گوشہ بنا تا ہے۔ وہ دریائے کلیان کے دہانہ تک ایران کے متعلق ہوگا۔ شط العرب ترکی حکومت میں داخل سمجھا جائیگا۔ موٹالا اور چہ جزائر کے سوا تمام جزائر ترکی کے متصور ہوں گے۔ محمرہ۔ دھات ایران کے تحت میں رہیگا۔ ترکی قلمرو میں شیخ محمرہ کے جو املاک ہیں۔ وہ بدستور اس کے تعلق میں رہینگے۔ ایک خاص دفعہ کا مضمون یہ ہے کہ شاہ نے اینگلو پرشین کمپنی تیل کو جو مراعات عطا کی ہیں۔ وہ ان تمام علاقوں میں جو ٹرکی کو تفویض ہوگئے ہیں۔ بدستور برنافذ رہینگی +

کلام محمود

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام ہے سبحان اللہ اپنے اندر کشش مقناطیس سے بڑھ کر اثر رکھتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ وہ اشعار جو ایک درد بھرے دل سے نکلیں۔ ان میں جو رقت و سوز ہوتا ہے۔ وہ ہرگز ہرگز بناوٹ میں نہیں۔ اور پھر وہ اشعار جو اپنے مولا کی الفت و محبت میں لکھے جاویں۔ ان کا اثر تو حد سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے علاوہ ازیں آپ نے حضرت مسیح موعود کے فراق میں اور قوم کی حالت زار کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں۔ وہ پڑھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ ناظرین ایک نسخہ منگا کر ملاحظہ فرماویں۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب کچھ عمدہ ہے۔

قیمت صرف ۴؍۔

چشمۂ معرفت

یہ بے نظیر کتاب حضرت اقدس نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دنوں میں لکھی ہے۔ آریوں نے جو اصول کسی مذہب کی صداقت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ ان پر ایک سیر کن بحث کی ہے۔ اور آریہ مذہب کے عقائد کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا ہے۔ اور آخر میں سکھوں کے اصل مذہب کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اس میں ایک طالب حق کے لئے کافی دلائل جمع کئے ہیں۔

(قیمت ۱۲؍ دو روپے آٹھ آنے)

آئینہ کمالات اسلام

یہ اردو اور عربی کتاب حضرت اقدس علیہ السلام کی تصنیف ہے۔ اس میں اسلام کے کمالات کا مشرح و مفصل ذکر ہے شہادت ثاقبہ کی پوری تشریح ہے۔ اور مومن جہانتک ترقی کر سکتا ہے خصوصاً خاتم الرسل کے مقام کی تشریح اور بہت سی ان آیات کا ذکر جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئیں +

قیمت فی جلد دو روپیہ (۲؍)

حقیقۃ الوحی

اس کتاب میں جو بہت بڑے حجم کی ہے۔ حضور نے سچے اور جھوٹے الہام میں مابہ الامتیاز بتایا ہے اور اپنی گنی سو پیشگوئیاں شواہد کے ساتھ مشرح و مفصل انعام فرمائی ہیں۔ جن کو پڑھ کر ایک مومن کا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اور منکر علیہ پر حجت برہنہ قائم ہوتی ہے +

قیمت صرف چار روپے (للعہ)

ازالہ اوہام ہر دو حصہ

اس ضخیم کتاب کے دو حصے ہیں۔ جس میں حضرت مسیح موعود نے مسیح ناصری کی وفات اور اپنے دعاوی کے ثبوت میں از روئے قرآن و حدیث و آثار سلف صالحین مفصل بحث فرمائی ہے۔ اور مخالفین کے اعتراضوں کے پورے پورے جواب دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب احمدی سلسلہ کے عقائد کے متعلق واقفیت حاصل کرنے اور تبلیغ کے لئے بہت مفید ہے۔

قیمت ہر دو حصہ ایک روپیہ ۱۰ آنے (۱۰؍)

قادیان کے آریہ اور ہم

یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ جو آیات بینات سے پر ہے اس میں اپنی بعض پیشگوئیوں کے متعلق فیصلہ کیا ہے اور اس میں ایک نہایت لطیف نظم بھی ہے +

(قیمت ۳؍ - تین آنہ)

براہین احمدیہ حصہ پنجم

جس کا دوسرا نام دعوت الحق بھی ہے۔ اس کتاب میں حضور مغفور علیہ السلام نے مخالفین کے اعتراضوں کے جواب دیئے ہیں۔ اور زلزلہ کی پیش گوئی کی تشریح فرمائی ہے اور سورۃ مومنین کی ابتدائی آیات کی عجیب و غریب تفسیر ہے جس میں حضور نے احمدی سلسلہ کا تصوف دکھایا ہے دو لمبے چوڑے قصیدے بھی ہیں۔ جو معارف و حقائق قرآنیوں سے مملو ہیں۔

قیمت ۱۲؍

اظہار حق نمبر اول

کے رد میں انجمن انصار اللہ احمدیہ نے ایک ۴۴ صفحہ رسالہ زیر عنوان 'خلافت احمدیہ' حال ہی میں کوشش بلیغ سے شائع کیا ہے جس میں قرآن کریم اور احادیث اور حضرت مسیح موعود کی کتب سے حوالہ جات درج کئے گئے ہیں۔ اور بڑے زبردست اور مضبوط دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت کی گئی ہے۔ کہ خلیفہ وقت اللہ کی طرف سے اور اس کے مرسل مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے مطابق مامور ہوا۔ خلاصہ یہ کہ اس رسالہ میں خلافت احمدیہ کے بارے میں ہر ایک پہلو سے بڑے قوی دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ خلیفۂ وقت (حضرت مولانا مولوی نور الدین) اللہ کی طرف سے مقرر ہوا۔ امید ہے۔ کہ اب کسی احمدی کو خلافت کے متعلق کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ یہ رسالہ ہر ایک احمدی کے ہاتھ میں ہونا نہایت ہی ضروری ہے +

۲۰ پونڈ کا کاغذ اور اعلٰے قسم کی لکھائی چھپائی کے علاوہ صرف ایک آنہ کا ٹکٹ روانہ کرنے پر ملسکتا ہے (مینیجر)

یہ رسالہ اور دیگر تمام کتابیں مینیجر الفضل سے طلب کرو

(ناظرین! اظہار حق نمبر ۲ کا جواب جلد شائع ہونے والا ہے (مینیجر)